لَا طَرِیقَ إِلیٰ تَحصِیلِ العِلمِ إِلَّا بِالمَنطِقِ. (امام غزالی)

المنطق
مع حاشیہ سبحانی

مصنف

مولانا محمد رکن الدین صاحب دانا سہسرامی

پروفیسر مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ

محشی

اسجد سبحانی ارریاوی

متعلم جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

ناشر

مکتبہ علیمیہ ڈوریا سونا پور ارریا (بہار)

M. 7091402036

بسم الله الرحمٰن الرحيم

لَاطَرِيْقَ اِلٰی تَحْصِيْلِ الْعِلْمِ اِلَّا بِالْمَنْطِقِ
(امام غزالیؒ)

المنطق

مع حاشیہ سبحانی

مصنف

حضرت مولانا محمد رکن الدین صاحب دانا سہسرامیؒ
پروفیسر مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنو

محشی

اسجد سبحانی ارریاوی، متعلم جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

ناشر

مکتبہ علیمیہ

ڈوریہ سونا پور ارریہ بہار (الھند)

تفصیلات کتاب

نام: **المنطق مع حاشیہ سبحانی**

مصنف: مولانا رکن الدین صاحب دانا بہرائچی
پروفیسر مدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ

محشی: اسجد سبحانی ارریاوی شریک پنجم عربی
مظاہر علوم وقف سہارنپور یوپی الہند

سن اشاعت: ۱۴۳۹ھ ۲۰۱۸ء

تعداد: ۱۱۰۰

صفحات: ۵۶

قیمت:

ملنے کے پتے

کتب خانہ امداد الغرباء مفتی محلہ سہارنپور یوپی

ادارہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون (شاملی)

مکتبہ عکاظ دیوبند

مکتبہ علیمیہ ڈوریہ سونا پور ارریا بہار

رابطہ برائے محشی

موبائل اینڈ ٹیلی گرام 8433177539

واٹس اپ نمبر: 7091402036

المنطق مع حاشیہ سبحانی کی خصوصیات

یوں تو منطق میں کتابیں سینکڑوں لکھی گئیں
لیکن اردو میں نہیں اب تک کوئی اسکی مثال

لکھ دیا ہے اس پہ سبحانی نے عمدہ حاشیہ
دیکھ سکتا ہے زمانہ شوق سے اسکا جمال

حلقۂ تکرار میں کرتا ہے جب تقریر وہ
ابر باراں کی طرح پھر ممکن ہے اسکی مثال

کس قدر آساں کیا ہے کہ عقل بھی حیران ہے
ان مسائل کو جن کے حل کو کہتے تھے محال

۱۔ جدید طرز تحریر کے مطابق علامات ترقیم کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔
۲۔ جن تعریفات میں مثالیں نہیں تھیں ان میں مثالوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔
۳۔ مثالوں پر اعراب اور ان کے تراجم کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔
۴۔ مبہم اصطلاحات مثلاً کل ج ب وغیرہ کو واضح کر دیا گیا ہے۔
۵۔ مشکل ابحاث مثلاً عکس، تناقض وغیرہ کو نہایت آسان کر دیا گیا ہے۔
۶۔ جو تعریفات متن میں نہیں تھیں ان کو حاشیہ میں ذکر کر دیا گیا ہے۔
۷۔ حتی الامکان مشکل الفاظ کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
۸۔ ہر بحث کے اخیر میں اس کا مختصر خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔
۹۔ حوالے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے تاکہ بوقت ضرورت کتب متداولہ کی طرف رجوع کیا جا سکے۔
۱۰۔ تکملۃً للفائدہ اخیر کتاب میں ''باقی ماندہ اصطلاحات اور فن منطق کے مشہور الفاظ کی وضاحت'' کا عنوان قائم کیا گیا ہے جس میں ان الفاظ کی وضاحت کی گئی ہے جو بکثرت کتب منطق میں آتے ہیں۔

تلك عشرة كاملة

بسم الله الرحمن الرحیم
حامداً ومصلیاً

مقدمہ

منطق پڑھنے والوں کی دشواریاں دیکھ کر میرا عرصہ سے خیال تھا کہ سلیس اردو میں ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں مسائل اور مصطلحات منطقیہ کی پوری تشریح ہو اس کا طرز بیان ایسا ہو جو ان کی دقتوں کو بہت کچھ کم کر دے، میرا جو طرز عمل منطق کی تعلیم میں رہا اس میں بہت کامیابی ہوئی اس نے میرے اس خیال کو راسخ کر دیا۔

درس نظامیہ فرنگی محل میں جب سے مجھ کو پڑھانے کی عزت حاصل ہوئی ہے اس خیال میں برابر تحریک ہوتی رہی کیوں نہ ہوتی جب میرے سر منطق کی تعلیم پڑی تو اور کون دن اور کون موقعہ تھا جو اس خیال کی تکمیل ہوتی مگر افسوس اسکا ہے کہ اتنے دنوں کا خیال اور اس کی تکمیل صرف آٹھ یا دس گھنٹے میں ہوئی جلدی ایسی تھی کہ نہ کوئی کتاب دیکھنے کا موقع ملا نہ جو کچھ معلوم تھا اسی میں غور و فکر کر سکتے جو سرسری خیال میں آیا لکھتے چلے گئے، اپنے خیال میں تو کوئی بات چھوڑی نہیں اور یوں تو بشر ہوں جو نہ چھوٹا ہو جہاں غلطی نہ ہوئی ہو۔

اول آپ اعتراضانہ نظر نہ ڈالیں، اگر آپ ان سے کسی طرح احتراز نہ کر سکیں تو میرے لیے بھی الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کا پردہ بہت ہے۔ مجھے آپ کی بڑی ممنونیت کا بڑا موقع ملے اگر آپ دوستانہ اس کے نقائص سے مطلع کریں، میں نے اسے لکھا تو ہے صرف عزیزان محمد ایوب، صبغۃ اللہ، حمایۃ الحسن، وقایۃ الحسن، عبدالسلام، بشیر اللہ، عبدالاحد، ایوب، محمد ولی کے لیے پھر زیادہ خیال اپنے استاذ الاستاد غفرالاناب، سید العلماء جناب مولانا مولوی عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی کے نواسے محمد ایوب سلمہٗ کا تھا گویا یہی لوگ ان کے علت غائی کہے جا سکتے ہیں۔ مگر دعا ہے کہ خدا کل اطفال قوم کو اس سے نفع دے اور میری اس خدمت کو جو درحقیقت قومی خدمت ہے قوم کے لیے قبول فرمائے اور اپنے رسول کے صدقہ مقبول عام کر دے۔

محمد رکن الدین دانا سہرامی، فرنگی محل لکھنؤ

منطق قلب

الحمد لله الذی علمنا المنطق و اربعة اشکال مع شرائطها و الصلوة علی رسوله الذی بلغنا الکلیات والجزئیات والسلام علی اصحابه الذین هم دلائلنا و حججنا اما بعد:

المنطق مادر علمی جامعہ مظاہر علوم وقف سہارنپور و دیگر مدراس میں داخل نصاب ہے جو علامہ رکن الدین دانا سہرائی کا تحریر کردہ وہ نایاب اور جامع رسالہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین کیوں کہ اس میں مرقات، شرح تہذیب، ایساغوجی، قال اقول، میزان منطق، قطبی اور سلم العلوم میں ذکر کردہ تمام تعریفات واصطلاحات مع امثلہ بڑے مرتب اور دل نشین انداز میں جمع کی گئیں ہیں اسی لئے یہ منطق کے مبتدی و منتہی (مرقات سے سلم تک کے) طلبہ کی کلاہِ افتخار، زادِ راہ اور حرزِ جان سمجھی جاتی ہے کما لا یخفی۔

سال دوم میں جب ہماری یہ کتاب شروع ہوئی تو چند ایام کے بعد ایک ساتھی نے کہا کہ میری کتاب میں (متقدمین) طلبہ نے یہ عبارت کاٹ رکھی ہے پھر اگلے دن کہنے لگے کہ یہاں سفید الگا رکھا ہے تو میں نے اس کی پوری کتاب بالاستیعاب دیکھی تو غیر متناہی غلطیاں نظر آئیں لیکن کرتا کیا! کتاب ان کو واپس دی اور تصدیقاً کہا ع

دیتی ہے میری چشم بصیرت بھی یہی فتویٰ

چوں کہ بارہا اساتذہ عظام سے سنتا تھا کہ یہ اصطلاحات وتعریفات الحمد شریف کی طرح یاد ہونی چاہئیں اسی لئے میں نے اپنی ہی کتاب کو کل حزب بما لدیهم فرحون کے تحت قبلہ وکعبہ[1] بنا کر تمام تعریفات مع اغلاط یاد کرلیں جس کا احساس قطبی شروع ہونے کے بعد ہوا کہ واقعی تمام تعریفات تو نہیں مگر بعض مع اغلاط ضرور

۱؎ وجہ تسمیہ

یاد ہوئی ہیں اور بالدوام ضمیر سے یہ آواز آتی تھی کہ کتاب اگر ایسی ہوجائے تو نور علی نور کا مصداق ہوجائے گی لیکن تعلیمی اشتغال کی وجہ اس عظیم الشان امر کو انجام کار تک پہنچانا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ومحال معلوم ہو رہا تھا لیکن حسب ارشاد باری تعالیٰ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ اس کام کو شروع کردیا جو من شھر الی شھر کی قلیل مدت میں پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا نحمدہ علی ذلک اس پر جو کام ہوا ہے کہ اس کو صفحۂ قرطاس پر نقش کرنا ناممکن تو نہیں دشوار ضرور ہے جس کا احساس انشاء اللہ العزیز مطالعہ کے بعد ہوگا۔

حضرت مولانا مظفر الاسلام صاحب تھانوی (دامت برکاتہم) نے اس پر تقریظ لکھ کر کتاب کی اہمیت کو دوبالا کردیا فجزاھم اللہ احسن الجزاء وزادھم خیرا ومیرا اور حضرت حافظ سلیم اللہ ناز صاحب منتظم کتب خانہ جامعہ مظاہر علوم وقف کا شکر گزار ہوں کہ غیر معمولی مصروفیات کے باوجود دوران تصحیح بھرپور تعاون کیا فدام ظللھم علینا دواماً

اخیر میں ارباب عقل اور معقولیین کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر کہیں کوئی خرابی یا خامی نظر آئے تو ہدف ملامت نہ بنا کر از راہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی تصحیح ہوسکے ع

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اور بارگاہ وجود واجب تعالیٰ وتقدس میں دست بدعا ہوں کہ اس کار حقیر کو قبول فرما کر میری نجات کا ذریعہ بنائے، آمین یارب العالمین۔

آمین آمین لا ارضی بواحدۃ ☆ حتی اضم الیھا الف آمینا

العبد المجہول اسجد سبحانی ارریاوی
متعلم جامعہ مظاہر علوم وقف سہارنپور

---

[1] اردو نہایت آسان، دقیق وثقیل الفاظ سے کتاب منزہ، جملہ مصطلحات ومعرفات مع امثلہ، ترجمہ وتشریح، کتابت اچھی، اور یہ اصطلاحات (کلی ذاتی، طبعی وغیرہ) بھی ہوں۔

تقریظ

حضرت مولانا مظفر الاسلام صاحب تھانوی

استاذ مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور

حامداً ومصلیاً ومسلماً اما بعد:

مدارس اسلامیہ میں طلباء عزیز کی استعداد و صلاحیت کو ٹھوس و پختہ بنانے اور اس میں جلاء پیدا کرنے کے لیے ہمارے اکابر (جو علوم عالیہ کے ساتھ علوم آلیہ میں بھی اوج کمال کو پہنچے ہوئے تھے) نے علم منطق کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں نصاب میں داخل وشامل فرمائیں، جن سے اپنی اپنی استعداد وظرف کے مطابق استفادہ کیا جا تا رہا ہے۔

منطق ایک مفید ترین اور دقیق علم ہے، اس سے علم میں پختگی، فکر میں مضبوطی، قوت استدلال میں درستگی، فکر ونظم کی حفاظت، اذہان کی تشحیذ، نتیجہ تک پہنچنے میں آسانی، نکات آفرینی، صحیح دعاوی پر مستحکم دلائل اور روشن براہین پیش کرنے میں عظیم قوت وطاقت پیدا ہو جاتی ہے، اس علم کی شرافت وکرامت اور عظمت وسعادت کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس کا باقاعدہ آغاز جلیل القدر پیغمبر حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوا، آپ کے بعد اپنے اپنے زمانے کے بڑے بڑے عقلاء اور ارباب خرد نے اس کو حرز جان بنایا اور زندگی کے قیمتی اوقات اس کی خدمت پر خرچ کئے اور باقاعدہ تہذیب کر کے اسے اوج کمال پر پہنچایا، جہاں اس علم وفن کو رئیس العلوم کہا گیا اور اس کے ساتھ اتصاف اور اس کی تحصیل کو پختہ صلاحیت کا معیار اور جید استعداد کی کسوٹی قرار دیا گیا۔

چناں چہ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ کا ارشاد ذی شان ہے من لم یعرف المنطق فلاثقة له اصلاً اور معلم ثالث بوعلی بن سینا کا قول ہے نعم العون علی

ادراک العلوم کلها وقال بعض هذا العلم وجهل منفعته من لم یفهمه

ان فرامین سے منطق کی اہمیت اور بنیادی ضرورت ظاہر ہے۔

منطق کے ذریعہ ادراک میں تیزی پیدا اور تصورات سے فہم میں تقویت، مافی الضمیر کے اظہار میں ایسی قوت حاصل ہوتی ہے کہ متکلم خصم پر غالب آجاتا ہے اور جن دقیق سوالات واشکالات کے جوابات سے غیر منطقی عاجز رہ جاتے ہیں منطقی ان کے جواب آسانی واختصار کے ساتھ دے کر سائل کو مطمئن کر دیتا ہے۔

چناں چہ لکھا ہے کہ ایک مولوی صاحب نے حضرت حکیم الامتؒ سے دریافت فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے ان الارض یرثها عبادی الصالحون یعنی زمین کے وارث و مالک نیک بندے ہوں گے حالاں کہ آج کل اس کے خلاف مشاہدہ ہو رہا ہے، حضرت نے فرمایا آپ نے اس کو قضیہ دائمہ مطلقہ سمجھا ہے حالاں کہ یہ مطلقہ عامہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے ایک زمانے میں ثابت ہونا کافی ہے، کس قدر اختصار اور جامعیت کے ساتھ آپ نے اشکال دور فرمایا (المسک الذکی)

آج کل منطق کی تحصیل میں عمومی طور پر بے اعتنائی پائی جاتی ہے ایسے ماحول و مزاج کی صورت میں ایک ضروری کام اور اہم خدمت یہ ہے کہ مدارس میں علم منطق کی جو کتابیں داخل نصاب ہیں ان کی تسہیل وتہذیب اس انداز سے کی جائے کہ طلباء کے اذہان ان کو آسانی کے ساتھ قبول کرلیں اور اس علم کی جو افادیت واہمیت ارباب علم وعقل نے بیان فرمائی ہے وہ سامنے آئے اور تمام علوم میں پختگی واستحکام پیدا کرنے میں بہترین ممد ومعاون اور خادم ثابت ہو، فن منطق کی بڑی کتابوں سے استفادہ آسان بنانے کے لئے ابتدائی درجات میں اردو میں کوئی چھوٹی کتاب ورسالہ طلباء کو حفظ کرایا جاتا ہے جس سے طلباء کو آسانی ہوتی ہے اور پھر چھوٹے رسائل وکتابچے بڑی کتابوں کے لیے مفید وممد ہوتے ہیں۔

چناں چہ بعض مدارس میں علامہ رکن الدین دانا سہرامی کا تحریر کردہ رسالہ الموسوم "المنطق" (مظاہر علوم وقف) میں داخل نصاب ہے یہ رسالہ اپنے مشمولات کے لحاظ

سے بیحد مفید ہے مگر ساتھ ہی نہایت مختصر ہے اور اصطلاحی تعریف کا انداز قدیم ہے نیز جابجا مشکل الفاظ ہیں جن کی تسہیل وتہذیب وتنقیح اور تفصیل کی سخت ضرورت تھی۔

چناں چہ ہمارے مدرسے کے ہونہار وہوشمند متعلم ومتدرس مولوی اسجد سبحانی سلمہ نے (جو ابھی سال پنجم میں داخل ہیں) اس کا احساس و ادراک کیا اور مذکورہ خدمت بڑے شوق وانہماک اور عرق ریزی سے انجام دی ہے جو ان کے حسن ذوق، وافر شوق، علم سے شغف وشیفتگی کا مظہر وآئینہ دار ہے اور روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔

اللہ تعالیٰ عزیز القدر موصوف کو نظر بد سے بچائے اور فکر صواب سے ہم کنار فرمائے اور ان کے فیض سے طلباء کو مستفیض ومستنیر فرمائے۔ آمین یارب العالمین

اللہ خبر بجلی کو نہ ہو گلچیں کی نگاہ بد نہ پڑے
شاخ پہ تنے رکھے ہیں وہ پھول پھلتی جاتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدِّمَۃٌ

مقدمۃ[1] کا استعمال دو[2] معنوں کیلئے آتا ہے (١) مُقَدِّمَۃُ الْکِتَاب (٢) مُقَدِّمَۃُ الْعِلْم۔

مُقَدِّمَۃُ الْکِتَاب: [3] جو مفید اور مرتبط ہونیکی وجہ سے مقصود سے پہلے بیان کیا جائے۔

مُقَدِّمَۃُ الْعِلْم: جس پر علم کا شروع کرنا موقوف ہو[4]۔

کتاب: جس کی ترتیب وضع مقصود ہو۔ یہ الفاظ، معنی، نقوش کے مجموعہ کا نام ہے یا الگ الگ ہر ایک کا۔

مُقَدِّمَۃُ الْعِلْم [5] میں تین چیزیں بیان کی جاتی ہیں (١) تعریف (٢) غرض (٣) موضوع۔

تعریف: منطق وہ قَاعِدَۃٌ کُلِّیَۃٌ ہے جس کی رِعَایت ذہن کو خطاء فی الفکر سے بچاتی ہے[6]۔

ذہن: [7] اس قُوَّت کا نام ہے جس کے ذریعہ سے چیزوں کا اِدْرَاک [8] یا علم ہو۔

فکر: [9] معلومات کو ترتیب دیکر مَجْہُولَات کا حاصل کرنا۔

---

[1] "مقدمۃ" بفتح الدال وکسرہا دونوں درست ہیں یعنی "مقدَمۃ" اور "مقدِّمۃ" اگرچہ محشی سلم نے بفتح الدال کو علامہ زمخشریؒ کے حوالہ سے غلط کہا ہے (سلم العلوم، ص۔٣، حاشیہ/١) اس سے متعلق تفصیلات شرح تہذیب، قطبی اور سلم وغیرہ میں آرہی ہیں۔ فانتظروا۔ [2] یعنی مقدمہ کی دو قسمیں ہیں۔ [3] مقدمۃ الکتاب کے موجد اور اور مخترع علامہ سعد الدین تفتازانیؒ ہیں ورنہ متقدمین کے نزدیک صرف مقدمۃ العلم کی اصطلاح رائج تھی الکلام المنظم شرح سلم، ص۔٤١ (اس سے متعلق اعتراضات وجوابات بڑی کتابوں میں ہیں) [4] مرقاۃ ص/٢ حاشیہ/٨۔ [5] مقدمۃ العلم میں دس چیزیں بیان کی جاتی ہیں لیکن بچوں کی آسانی کے لئے مصنفؒ نے تین ہی چیز بیان کی ہیں۔ [6] شرح تہذیب ص/٨ قطبی ص/١٠۔١٢ سلم ص/١٠۔ [7] ذِہْن اور ذَہَنٌ ج أَذْہَان۔ [8] ادراک کے معنی بھی علم ہی کے ہیں۔ [9] فِکْرٌ ج أَفْکَارٌ۔

غرض[1]: ذہن کو خطائی الفکر سے محفوظ رکھنا۔

موضوع: جس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے۔

عوارض ذاتیہ[2]: کی تین صورتیں ہیں: (۱) خود ذاتِ موضوع کو لاحق ہو جیسے تَعَجُّب جو ذاتِ انسان کو لاحق ہے۔ (۲) کسی اَمرِ مُسَاوِی کے واسطے سے لاحق ہو جیسے ضِحک جو انسان کو بواسطہ تعجب لاحق ہے۔ (۳) تیسرے بواسطہ جزء کے لاحق ہو جیسے مَشی جو انسان کو بواسطہ اس کے جزءِ حیوان ہونے کے لاحق ہے۔

منطق کا موضوع: مُعَرِّف و حُجَّت ہے۔

مُعَرِّف[3]: وہ مَعْلُوْمَاتِ تَصَوُّرِیَّہ ہیں جن سے مَجْهُوْلَاتِ تَصَوُّرِیَّہ حاصل ہوں۔

حُجَّت: وہ مَعْلُوْمَاتِ تَصْدِیْقِیَّہ ہیں جن سے مَجْهُوْلَاتِ تَصْدِیْقِیَّہ حاصل ہوں۔

علم کی تعریف: کسی شَیٔ کی صورت کا ذہن میں حاصل ہونا۔

علم کی دو قسمیں ہیں: (۱) تَصَوُّرِ فَقَط (۲) تَصْدِیْق یا تَصَوُّر مَعَ الْحُکْم۔

تَصَوُّرِ فَقَط[4]: وہ علم ہے جس میں کسی قسم کا حکم نہ ہو یا جس میں نسبت کا اعتقاد نہ ہو جیسے زَیْدٌ یا زَیْدٌ قَائِمٌ (جب کہ زید کے کھڑے ہونے کا یقین نہ ہو)

تصدیق یا تصوّر مع الحکم[5]: وہ علم ہے جس میں کسی قسم کا حکم ہو یا جس میں نسبت خَبَرِیَّہ کا اعتقاد ہو جیسے اللہ ایک ہے یا اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

حُکْم: کسی کو کسی کی طرف ایجاباً یا سلباً منسوب کرنا۔

اِیجاب[6]: اِیقَاعِ نسبت کا نام ہے جیسے محمد (ﷺ) خدا کے رسول ہیں تو ہم نے رسول ہونے کی نسبت محمد (ﷺ) کے ساتھ قائم کی۔

---

[1] غَرَض ج اَغْرَاض۔ غَرْض (بسکون الراء) پڑھنا غلط ہے کیونکہ اس کے معنی چھونے کے ہیں جو یہاں مقصود نہیں ہے۔ [2] عوارض کی دو قسمیں ہیں (۱) عوارض ذاتیہ (۲) عوارض غریبہ دونوں کی تین تین قسمیں ہیں شرح تہذیب ص ۸ و حاشیہ ۱۱/ قطبی ص ۱۵/۔ [3] مُعَرِّف اسم فاعل کا صیغہ ہے باب تفعیل سے، حُجَّت کی جمع حُجَج آتی ہے۔ [4] تصورِ فقط کو تصور سادہ بھی کہتے ہیں قطبی ص ۵/، سلم ص: ۴۔ [5] تصدیق کو حکم، اعتقاد اور اذعان بھی کہتے ہیں، سلم ص ۳/۔ [6] جس قضیہ میں حکم ایجابی ہو اس کو ''قضیہ موجبہ'' اور جس میں حکم سلبی ہو اس کو ''قضیہ سالبہ'' کہا جاتا ہے۔

سلب: انتزاع نسبت کا نام ہے جیسے کہیں کہ خدا محتاج نہیں ہے تو محتاج ہونے کی نسبت خدا سے انتزاع یعنی دور کردی گئی۔

بحث ألفاظ

تنبیہ: منطق بالحقیقۃ معنی سے بحث کرتا ہے، مگر معنی کا سمجھنا اور سمجھانا بغیر الفاظ کے ممکن نہیں ہے، اسی لئے کتب منطق میں کچھ حصہ الفاظ کا بیان کیا جاتا ہے۔

دلالت: (کی تعریف) کسی شئ کا اس طرح ہونا کہ جب ہم اس کو جانیں تو اس کے جاننے سے ہمیشہ دوسری شئ کا جاننا لازم آئے[۲] (جیسے دھنواں دیکھ کر آگ سمجھ میں آتی ہے یعنی آگ کا جاننا لازم آتا ہے) اس کی دو طرف ہیں[۳]: (۱) دال۔ (۲) مدلول

دال: (کی تعریف) جس سے کسی شئ کو جانیں۔

مَدلُول: (کی تعریف) جو کسی شئ سے جانا جائے۔

اقسام دلالت

دلالت کی تین قسمیں ہیں: (۱) عَقلِیّہ (۲) طَبْعِیّہ (۳) وَضعِیّہ، پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں (۱) لَفظِیّہ اور (۲) غَیرِ لَفظِیّہ تو اس طرح دلالت کی کل چھ قسمیں نکلتی ہیں (۱) عَقلِیَّۃ لَفظِیّہ (۲) عَقلِیَّۃ غَیرِ لَفظِیّہ (۳) طَبْعِیَۃ لَفظِیَّہ (۴) طَبعِیّہ غَیرِ لَفظِیَّہ (۵) وَضعِیَّۃ لَفظِیَّۃ (۶) وَضعِیَّۃ غَیرِ لَفظِیَّۃ.

عَقلِیّہ: وہ دلالت ہے جو اِقتِضَاءِ عَقل کی وجہ سے ہو اگر دلالت کرنے والا لفظ ہے تو دلالت عقلیہ لَفظِیّۃ: جیسے لفظ دَیْز کی دلالت پکارنے والے کے وجود پر۔ اور اگر دلالت کرنے والا لفظ نہیں ہے تو دلالت عقلیہ غَیرِ لَفظِیَّۃ جیسے مصنوع کی دلالت صانع

---

۱ مرقات ص/۵ شرح تہذیب ص/۹ قطبی ص/۱۹۔

۲ دلالت: باب نصر ینصر کا مصدر معنی راستہ دکھانا اور اصطلاحی تعریف کتاب میں ہے نیز ملاحظہ فرمائیں مرقات/۵ شرح تہذیب ص/۹ قطبی ص/۱۹۔

۳ یعنی جہاں دلالت ہوگی وہاں لازمی طور پر دو چیزیں ہونگی ایک دال دوسری مدلول۔

کے وجود پر یعنی بنی ہوئی چیز کی دلالت بنانے والے کے وجود پر جیسے دنیا کی دلالت اللہ کے وجود پر۔

طبعیہ: (کی تعریف) وہ دلالت ہے جو اقتضاءِ طبع کے وجہ سے ہو اگر دلالت کرنے والا لفظ ہے تو دلالت طبعیہ لفظیہ: جیسے آہ آہ کی دلالت درد پر اور اگر دلالت کرنے والا لفظ نہیں ہے تو طبعیہ غیر لفظیہ: جیسے سرخی کی دلالت شرمندگی پر۔

وضعیہ: (دلالت وضعیہ کی تعریف) وہ دلالت ہے جو اقتضاء وضع کے اعتبار سے ہو اگر دلالت کرنے والا لفظ ہے تو دلالت وضعیہ لفظیہ: جیسے تمام اصطلاحات نحویہ، صرفیہ، منطقیہ اور اگر دلالت کرنے والا لفظ نہیں ہے تو دلالت وضعیہ غیر لفظیہ جیسے میل یا فرلانگ کی دلالت مسافت کے اندازے پر[1] (جیسے آج کل بورڈ پر لکھے ہوئے کیلو میٹر وغیرہ کی دلالت)

وضع: [2] کسی شئ کو کسی شئ کے ساتھ اس طرح خاص کرنا کہ جب شئ اول کو سمجھیں تو اس سے شئ ثانی کو بھی سمجھ لیں[3]۔

(فائدہ:) مناطقہ ان چھ دلالتوں میں سے صرف دلالت وضعیہ لفظیہ سے بحث کرتے ہیں کیوں کہ تمام معانی کا سمجھنا اور سمجھانا صرف اسی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے۔

اقسام دلالت وضعیہ لفظیہ

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) مُطَابِقِی (۲) تَضَمُّنِی (۳) اِلتِزَامِی۔

مُطَابِقِی: وہ دلالت ہے جس میں لفظ اپنے تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرے جیسے لفظ انسان کی دلالت تمام معنی "حیوان ناطق" پر۔

تَضَمُّنِی: وہ دلالت ہے جس میں لفظ اپنے جزءِ معنی موضوع لہ پر دلالت کرے جیسے لفظ

---

[1] دلالت کی ان چھ قسموں کو مرقات ص/۵ شرح تہذیب ص/۹ قطبی ص/۱۹ تا ۲۲ سلم ص/۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں [2] وَضْع، مَوْضِع اور مَوْضُوع (ف) کے مصدر ہیں: [3] فوائد ضیائیہ ص/۶۔

انسان کی دلالت صرف حَیَوَان یا صرف نَاطِق پر۔

التزامی: وہ دلالت ہے جس میں لفظ خارجِ معنی موضوع لہ پر دلالت کرے جیسے لفظ انسان کی دلالت "قابلیتِ علم اور قابلیتِ صنعتِ کتابت" پر۔

نوٹ: یاد رکھو کہ! دلالت التزامی میں **لُزُوْم ذِهْنِی** کی شرط ہے بغیر **لُزُوْم ذِهْنِی** کے یہ دلالت نہیں پائی جاتی۔

لُزُوْم ذِهْنِی[2]: (کی تعریف) امرِ خارج کا اس طرح ہونا کہ موضوع لہ کا تصور اس کے بغیر ناممکن ہو۔

مفرد و مرکب کا بیان

جو لفظ اپنے معنی پر بالمطابقت دلالت کرتا ہے: اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) **مُفْرَدْ** (۲) **مُرَکَّب**۔

مُفْرَدْ: وہ لفظ ہے جس میں لفظ کے جزء کی دلالت معنیٰ مقصود کے جزء پر مقصود نہ ہو۔

مُفرد کے پائے جانے کی چار صورتیں

(۱) لفظ کا جز نہ ہو جیسے **هَمْزَهٔ اِستِفْهَام** (۲) لفظ کا جز ہو لیکن معنی کے جز پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے **حَسَنْ** اور **حسین** (۳) لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت کرتا ہو مگر معنیٰ مقصود کے جزء پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے **عبد الاحد، عبد القاسم، عبد السلام** جب کہ یہ کسی کے نام ہوں (۴) لفظ کا جزء معنیٰ مقصود پر دلالت کرتا ہو مگر وہ دلالت

---

[1] مرقات ص/۶ شرح تہذیب ص/۱۰ قطبی ص/۱۹۔

[2] دراصل **لُزُوْم ذِهْنِی** کی دو قسمیں ہیں (۱) لزوم ذہنی عقلی: امر خارج کا معنی موضوع لہ کے لیے اس طرح لازم ہونا کہ موضوع لہ کا تصور اس کے بغیر عقلاً محال ہو جیسے لفظِ عمٰی (اندھے پن) کی دلالت بینائی پر دلالت التزامی ہے، اندھے پن اور بینائی کے درمیان لزوم عقلی ہے کیوں کہ اندھے پن کے تصور کے لیے بینائی عقلاً ضروری ہے۔ (۲) لزوم ذہنی عرفی: امر خارج کا معنی موضوع لہ کے لیے اس طرح لازم ہونا کہ معنی موضوع لہ کا تصور اس کے بغیر عرفاً اور عادۃً ناممکن ہو جیسے حاتم طائی کی دلالت سخاوت پر التزامی ہے، حاتم طائی اور سخاوت کے درمیان لزوم ذہنی عرفی ہے۔ کیونکہ حاتم طائی کے تصور کے لیے سخاوت کا تصور عرفاً ضروری ہے۔

مقصود نہ ہو جیسے حیوان ناطق اگر کسی کا نام رکھ دیں[۱]۔

مُرکّب: وہ لفظ جس میں لفظ کے جزء کی دلالت معنی مقصود کے جزء پر مقصود ہو جیسے خالق العباد[۲]۔

مُفرَد کا بیان

مفرد کی تین قسمیں ہیں (۱) اِسم (۲) کَلِمہ (۳) اَدَات.

اسم[۳]: وہ مفرد ہے جو اپنے معنی مُستَقِل پر دلالت کرے، اور اپنی ہیئت صیغہ کی وجہ سے کسی زمانے کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے زید۔

کلمہ: وہ مفرد ہے جو اپنے معنی مُستَقِل پر دلالت کرے، اور اپنی ہیئت صیغہ کی وجہ سے کسی زمانے کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے ضَرَبَ[۴]۔

ادات: وہ مفرد ہے جو معنی مُستَقِل پر دلالت نہ کرے جیسے مِن، اِلیٰ۔

اسم: کا بیان

اسم کی سات قسمیں ہیں: (۱) عَلَم (۲) مُتَوَاطِی (۳) مُشَکِّک (۴) مُشتَرَک (۵) مَنقُول (۶) حَقِیقَت (۷) مَجَاز۔

دَلِیلِ حَصر[۵]: اسم کے معنی واحد ہوں گے یا کثیر..... اگر واحد ہیں تو متعین ہوں گے یا غیر متعین...... اگر متعین ہیں ضمیر، اسم اشارہ اور معہود نہیں ہے تو (۱) عَلَم...... اگر متعین نہیں ہیں تو اس کا صدق اپنے ہر ہر فرد پر برابر ہے یا نہیں......

---

[۱] یہ چار صورتیں دراصل مرکب کی تعریف کے فوائد قیود ہیں (۱) لفظ کا جزء ہو (۲) جزء کی دلالت کسی معنی پر ہو۔ (۳) اور وہ معنی معنیٔ مقصود کا جز ہو۔ (۴) اور وہ معنی مقصود کا جزء مقصود بھی ہو۔

[۲] اس مثال میں لفظ کے ایک جزء (خالق) کی دلالت اللہ تعالیٰ پر اور دوسرے جزء (العباد) کی دلالت بندوں پر ہے۔ ترجمہ: بندوں کا پیدا کرنے والا۔ [۳] اِسم ہے اور اَسم پڑھنا غلط ہے۔ اِسم اور اُسم ج اَسمَاء۔ [۴] سمجھانے کے لئے یوں کہا جائے کہ فعل کو منطق میں کلمہ اور حرف کو ادات کہتے ہیں ورنہ فعل اور کلمہ میں قدرے فرق ہے جو بڑی کتابوں میں ہے۔ [۵] دلیل حصر کو وجہ حصر بھی کہتے ہیں، دلیل حصر بہت ہی اہم چیز ہے اس کو فضول سمجھ کر چھوڑ نہ دیں جیسا کہ بعض طلبہ چھوڑ دیتے ہیں۔

اگر برابر ہے تو (۲) مُتَوَاطِی..... اگر برابر نہیں ہے بلکہ تفاوُت ہے اولی اور اقدم کا تو (۳) مُشَکِّک..... اور اگر اسم کے معنی کثیر ہیں تو اس کی وضع ہر معنی کے لئے برابر ہے یا نہیں..... اگر برابر ہے تو (۴) مُشتَرَک..... اور اگر برابر نہیں ہے بلکہ پہلے ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا پھر دوسرے معنی میں مستعمل ہوا تو اول مَتْرُوْک ہو گئے یا نہیں اگر مَتْرُوْک ہو گئے تو (۵) مَنْقُوْل..... اگر متروک نہیں ہوئے اور معنیٰ اول میں مُسْتَعْمَلْ ہے تو حقیقت اور معنیٰ ثانی میں مُسْتَعْمَلْ ہے تو مَجَاز.

اسم کی ساتوں قسم کی الگ الگ تعریف اور مثال

عَلَم:[1] وہ اسم ہے جس کے معنی واحد اور متعین ہوں، ضمیر، اسم اشارہ اور معہود نہ ہو جیسے یونسؑ، ادریسؑ۔

مُتَوَاطی:[2] وہ اسم جس کے معنی واحد اور غیر متعین ہوں نیز اس کا صدق اپنے ہر ہر فرد پر برابر ہو جیسے انسان۔

مُشَکِّک:[3] وہ اسم ہے جس کے معنی واحد غیر متعین ہوں اور اس کا صدق اپنے افراد پر برابر نہ ہو بلکہ اولی اور اقدم کا تفاوت ہو جیسے أَبْيَضْ اور أَسْوَد.

(**أَقْدَم**:[4] شئی اول پر صادق آنا علت بن گیا ہو شئی ثانی پر صادق آنے کی جیسے وُجُوْد نسبت کرتے ہوئے واجب[5] تعالی اور ممکن کی طرف، کیوں کہ وُجُوْدِ واجب تعالیٰ علت بن گیا ہے ممکن پر صادق آنے کی۔

وَاجِب: جس کا وجود ضروری ہو۔

مُمْکِن: جس کا وجود ضروری ہو اور نہ عدم یعنی اس کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہو۔

مُمْتَنِع: جس کا عدم ضروری ہو یعنی جس کا نہ ہونا ضروری ہو جیسے شریک باری تعالیٰ۔)

---

۱ علم کو جزئی حقیقی سے تعبیر کرنا بہتر ہے، مرقات ص ۷۔

۲ اسم فاعل۔ ۳ اسم فاعل۔

۴ اقدم وغیرہ کی تعریف یاد کرلیں تفصیل بڑی کتابوں میں آرہی ہے اسی لئے بین السطور کی نذر کر دیا گیا ہے، ۵ اللہ تعالی۔

مشترک: وہ اسم ہے جس کے معنی کثیر ہوں اور اس کی وضع ہر معنی کے لیے برابر ہو جیسے لفظ عین[1]۔

منقول: وہ ہے جس کے معنی کثیر ہوں اور اس کی وضع ہر معنی کے لیے برابر نہ ہو بلکہ پہلے ایک معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو پھر نقل کر کے دوسرے معنی میں مستعمل ہو اور معنی اول متروک ہو گئے ہوں۔☆

اقسامِ منقول

منقول کی تین قسمیں ہیں:

منقول عرفی: جس کا ناقل عرف[2] عام ہو جیسے لفظ دَابَّۃ کہ پہلے وضع کیا گیا ان تمام چیزوں کے لئے جو زمین پر چلیں مگر عرفِ عام نے صرف چوپاؤں کے لیے نقل کرلیا۔

منقول شرعی: جس کی ناقل شریعت ہو جیسے الصَّلوٰۃ کہ پہلے دعاء کے معنی میں تھا، اور اب ارکان مخصوصہ میں مستعمل ہے۔

منقول اصطلاحی: جس کی ناقل کوئی خاص جماعت ہو جیسے نحویوں کی اصطلاحات۔

حقیقت: وہ اسم ہے جو اپنے معنی موضوع لہ اول میں مستعمل ہو جیسے شیر[3] کہ اس کی وضع درندے کے لیے ہے مگر بہادر آدمی کو بھی کہہ دیتے ہیں اگر درندے کے معنی میں مستعمل ہو تو حقیقت۔

---

[1] عَین کے معنی کثیر ہیں (۱) سونا (۲) آنکھ (۳) گھٹنا مرقات ص ۸/ (۴) اہل شہر (۵) اہل مکان (۶) جاسوس (۷) پانی کا چشمہ (۸) ڈول (۹) بدنظری (۱۰) قوم کا بڑا اور شریف آدمی (۱۱) امیر لشکر (۱۲) ذات (۱۳) ایک بیماری۔ معجم الوسیط، المعجم السریع معجم الرائد، معجم المغنی۔

[2] یعنی جس کو اہل عرف نے نقل کیا ہو، [3] اسی طرح لفظ گدھا ہے اگر گدھا گدھے کو کہا جائے تو حقیقت اور اگر کسی طالب علم کو کہا جائے تو مجاز۔

☆ خلاصہ یہ ہے اسم کی وحدت معنی کے اعتبار سے تین قسمیں یعنی علم، متواطی، مشکک اور کثرت معنی کے اعتبار سے چار قسمیں (مشترک منقول، حقیقت ومجاز) ہیں۔

مجاز: وہ اسم ہے جو اپنے موضوع لہ ثانی میں مستعمل ہو جیسے لفظ شیر جب کہ بہادر کے لئے مستعمل ہو۔

مُرکب کا بیان

مرکب کی دو قسمیں ہیں (۱) تام (۲) ناقص۔

مُرکبِ تام: وہ مرکب ہے جس پر سکوت صحیح ہو، خواہ ایجاب کے اعتبار سے جیسے خدا عادل ہے، نماز روزے فرض ہیں یا سلب کے اعتبار سے جیسے عیسیٰ خدا کے بیٹے نہیں ہیں، خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

مُرکبِ ناقص: وہ مرکب ہے جس پر سکوت صحیح نہ ہو جیسے غلامُ زَیْدٍ۔

مرکب تام کی اقسام

مرکب تام کی دو قسمیں ہیں (۱) خَبَرْ (۲) غَیرِ خبر

خَبَرْ: وہ مرکب ہے جس میں صدق وکذب کا احتمال ہو، اس کو قَضِیَّہ بھی کہتے ہیں۔

(۲) **غَیرِ خَبَر:** وہ مرکب ہے جس میں صدق وکذب کا احتمال نہ ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں: طلب فعل پر دلالت کرتا ہے یا نہیں...... اگر دلالت کرتا ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں (۱) امر (۲) سوال (۳) التماس۔

(۱) **اَمر:** جو طلب فعل پر اِستِعْلاء کے ساتھ دلالت کرے۔

(۲) **سوال:** جو طلب فعل پر عَجزْ و اِنکِسَارِی کے ساتھ دلالت کرے۔

(۳) **التماس:** جو طلب فعل پر برابری کے ساتھ دلالت کرے۔

اور اگر طلب فعل پر دلالت نہیں کرتا ہے تو اس کو تنبیہ کہتے ہیں اور اسی میں

---

۱ مَجاز بفتح المیم اسم ظرف ہے اصل میں مَجْوَز تھا اور مُتَجَاوِز اسم فاعل کے معنی میں ہے۔

۲ مرکب تام کو مرکب مفید، جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں ۳ مرکب ناقص کو مرکب غیر مفید کہتے ہیں علامہ سعد الدین تفتازانی نے مرکب ناقص کو مفرد (کلمہ) میں شمار کیا ہے (مختصر المعانی ص/۱۳) ۴ عَجز (بفتح العین) باب سمع کا مصدر ہے عِجز پڑھنا غلط ہے، دیکھیں: مصباح اللغات، المعجم السریع معجم الوسیط، المعجم الشامل: معجم الرائد۔

اِنشاء کی بقیہ[1] قسمیں داخل ہیں۔

مرکب ناقص کا بیان

مرکب ناقص کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) تَقْیِیدی[2] (۲) غَیرِ تَقْیِیدی۔

تَقْیِیدی: وہ مرکب ناقص ہے جس میں جزء ثانی جزءِ اول کی قید ہو جیسے رَسُوْلُ اللّٰہ

غَیرِ تَقْیِیدی: وہ مرکب ہے جس میں جزءِ ثانی جزءِ اول کی قید نہ ہو جیسے فِی الصَّلوٰۃ

مُتَرادِف: ایسے دو لفظ جن کے معنی ایک ہوں جیسے اَسَدٌ اور لَیْثٌ[4] کہ دونوں کے معنی شیر کے ہیں۔

مُتَبَائِنَان: ایسے دو لفظ جن کے معنی الگ الگ ہوں جیسے حَجَرٌ اور شَجَرٌ۔

بَحْثُ الْمَعْنٰی

مَعنی: جو چیز ذہن میں حاصل ہو، اس کو مفہوم[3] بھی کہتے ہیں۔

مَفْہُوْم: مفہوم کی دو قسمیں ہیں (۱) جزئی (۲) کلی۔

(۱) مَفْہُوْمِ جُزْئی[4]

وہ مفہوم ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے کثیرین پر صادق نہ آئے یا اس کا نفس تصورِ وقوعِ شرکت سے مانع ہو جیسے علیؓ، عثمانؓ

(۲) مَفْہُوْمِ کُلّی: وہ مفہوم ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے کثیرین پر صادق آئے یا اس کا نفس تصورِ وقوعِ شرکت کے مانع نہ ہو جیسے انسان۔

کلی کے پائے جانے کی چھ[5] صورتیں

(۱) اوّل: اس کے فرد کا پایا جانا ممتنع ہو جیسے شریک باری تعالیٰ

(۲) دوم: اس کے فرد کا پایا جانا ممکن تو ہو مگر پایا نہ جاتا ہو جیسے عَنْقَاء[6]

---

[1] مثلاً استفہام، عقود، ترجی، تمنی[2] مرقات ص ۹ حاشیہ ۳۔[3] معنی کو مفہوم، مدلول، مقصود، علم اور صورت ذہنیہ بھی کہتے ہیں۔ معین المنطق ص ۳۱، توضیح المنطق ص ۲۰، شرح تہذیب ص ۱۲۔

[4] لُبَابُ الاِشَارَات مؤلفہ امام رازیؒ۔[5] مرقات ص/۹ شرح تہذیب ص/۱۲ قطبی ص/۴۸۔

[6] عَنْقَاء بفتح العین وسکون النون ہے بضم العین پڑھنا غلط ہے۔

(۳) **سوم**: اس کے فرد کا پایا جانا ممکن تو ہو مگر صرف ایک فرد پایا جاتا ہو اور دوسرے کا پایا جانا بھی ممکن ہو جیسے شمس و قمر۔

(۴) **چہارم**: ایک ہی فرد پایا جاتا ہو اور دوسرے کا پایا جانا ممتنع ہو جیسے واجبُ الوُجُود۔

(۵) **پنجم**: اسکے افراد بہت پائے جاتے ہوں مگر مُتَنَاهِی[1] جیسے سبعہ سیارہ (سات ستارے)

(۶) **ششم**: اس کے افراد بہت پائے جاتے ہوں مگر غیر مُتَنَاهِی جیسے انسان۔

کُلِّیَات خَمْسَہ[2] کا بیان

کلی کی پانچ قسمیں ہیں (۱) نوع (۲) جنس (۳) فَصل (۴) خَاصّہ (۵) عرض عام۔

دلیل حصر: کلی: اپنے افراد کی عین حقیقت ہوگی، یا داخل حقیقت یا خارج حقیقت..... اگر عین حقیقت ہے تو نوع..... اگر داخل حقیقت ہے یا تو اپنے افراد کے مساوی ہوگی یا نہیں..... اگر اپنے افراد کے مساوی نہیں ہے تو جنس..... اگر مساوی ہے تو فصل..... اور (اس کو یوں بھی کہتے ہیں..... کہ اگر داخل حقیقت ہے تو تمام مشترک ہے یا نہیں..... اگر تمام مشترک ہے تو جنس..... اور اگر تمام مشترک نہیں ہے تو فصل) خارج حقیقت ہے تو ایک حقیقت کے ساتھ خاص ہوگی یا نہیں..... اگر ایک حقیقت کے ساتھ خاص ہے تو خاصہ ورنہ عرض عام۔

کلیات خمسہ میں سے ہر ایک کی تعریف مع مثال

(۱) **نَوع**: وہ کلی ہے جو کثیرین متفقین بالحقائق پر مَاھُوَ کے جواب میں محمول ہو جیسے انسان

---

[1] مُتَنَاهِي اسم فاعل ہے باب تفاعل سے۔ [2] کلیات خمسہ کو اِیْسَاغُوجِی بھی کہتے ہیں

جنس و فصل و نوع و خاص و عرضِ عام ـ جملہ را اِیْسَاغُوجی کردند نام

فائدہ: دراصل کلی کی دو قسمیں ہیں (۱) ذاتی (۲) عرضی (کلی عرضی کو غیر ذاتی بھی کہتے ہیں)
☆ ذاتی کی تین قسمیں ہیں: (۱) جنس (۲) نوع (۳) فصل۔ ☆ عرضی کی دو قسمیں ہیں (۱) خاصہ (۲) عرض عام۔ (قال اَقول ص/۱۲، ۱۳ لباب الاشارات ص/۶)

(۲) **جنس**: وہ کلی ہے جو کَثِیرِیْن مختلفین بالحقائق پر مَاھُوَ کے جواب میں محمول ہو جیسے حَیَوان۔

جنس کی دو قسمیں ہیں (۱) قریب (۲) بعید۔

قریب: وہ جنس ہے جو اپنے ہر فرد کے جواب میں محمول ہو جیسے حیوان

بَعِید: وہ جنس ہے جو اپنے ہر فرد کے جواب میں محمول نہ ہو جیسے جِسمِ نامی۔

(۳) **فصل**: وہ کلی ہے جو اَیُّ شَیْئٍ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ کے جواب میں محمول ہو، اور اپنے افراد کو دوسرے سے تمیز دے۔

فصل کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) قریب (۲) بعید

قریب: وہ فصل ہے جو اپنے اَفراد کو جنسِ قریب کی مُشَارَکت سے تمیز دے جیسے حیوان۔

بعید: وہ فصل ہے جو اپنے افراد کو جنسِ بعید کی مُشَارَکت سے تمیز دے جیسے حَسَّاس۔

خَاصَّہ: وہ کلی ہے جو خارج ذات ہو اور ایک حقیقت کے ساتھ خاص ہو جیسے ضَاحِکْ

عَرَض عام: وہ کلی ہے جو خارجِ ذات ہو اور ایک حقیقت کے ساتھ خاص نہ ہو جیسے مَاشِی۔

عرض عام کی دو قسمیں ہیں (۱) لازم (۲) مُفارِق۔

لَازِم: وہ عرض ہے جس کا ماہیت سے جدا ہونا مُمتَنِع ہو۔

لازم کی دو قسمیں ہیں: (۱) لازم ماہیت (۲) لازم وجود

لازم ماھیت: جیسے زَوْجِیَتْ اَرْبَعَۃٌ (چار) کے لیے۔

لَازِمِ وُجُوْد: جیسے سِیَاھِی حَبْشِی کے لیے۔

مُفَارِقْ: وہ عرض ہے جس کا ماہیت سے جدا ہونا ممکن ہو۔

مفارق کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) سَرِیْعُ الزَّوَال: جیسے شرمندگی کی سرخی (۲) بَطِیْءُ الزَّوَال: جیسے شَبَاب (جوانی)

لازم کی مزید دو قسمیں: (۱) بَیّن (۲) غیر بین

بَیِّن[1]: وہ لازم ہے جس کے لزوم پر دلیل کی حاجت نہ ہو جیسے فردیت، واحد کے لئے۔
غَیرِ بَیِّن[2]: وہ لازم ہے جس کے لزوم پر دلیل کی حاجت ہو جیسے حدوث عالم۔

نسب[3] اَربَعَہ کا بیان

نسبت کی چار قسمیں ہیں: (۱) تَسَاوِی (۲) عَام خَاص مُطلَق (۳) عَام خَاص مِن وَجہٍ (۴) تَبَایُن۔

تَسَــــاوِی[4]: وہ نسبت ہے جو ایسی دو کلیوں میں پائی جائے جن میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی پر صادق آتی ہو جیسے انسان اور ناطق میں (تساوی کی نسبت ہے کیوں کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر صادق آتا ہے)

عَـام خَـاص مُطلَق: وہ نسبت ہے جو ایسی دو کلیوں میں پائی جائے جن میں صرف ایک جانب سے صِدق کلی ہو جیسے انسان اور حیوان (کہ ان میں صرف انسان پر حیوان صادق آتا ہے اگر حیوان پر انسان صادق آجائے تو تمام حیوان کا انسان ہونا لازم آئے گا جو باطل ہے۔)

---

[1] لازم بَیِّن کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) لازم بین بالمعنی الاخص: وہ لازم ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور کے لئے لازم ہو جیسے ہی ملزوم کا تصور کریں تو لازم کا بھی تصور ہو جائے جیسے بصر اعمی کے لئے۔ (۲) لازم بین بالمعنی الاعم: وہ ہے کہ لازم و ملزوم کے درمیان نسبت کے تصور کرنے ہی سے لزوم کا یقین ہو جائے جیسے زوجیت اربعہ کے لئے۔

[2] لازم غیر بین کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) لازم بین بالمعنی الاخص: وہ لازم ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور سے حاصل نہ ہو بلکہ دلیل کی ضرورت پڑے جیسے کتابت بالقوۃ انسان کے لئے۔ (۲) لازم غیر بَیِّن بالمعنی الاعم: وہ لازم ہے جس کے ملزوم کا یقین تصورِ ملزوم اور تصورِ نسبت سے حاصل نہ ہو بلکہ دلیل کی ضرورت پڑے جیسے حدوث عالم کے لئے۔

نوٹ: ان تعریفات کو اچھی طرح یاد کر لیں قطبی، شرح تہذیب اور سلم وغیرہ میں تفصیل آ رہی ہے۔

[3] نِسَبٌ نِسْبَۃٌ کی جمع ہے معنی ہیں نسبت و تعلق...... مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جتنی کلیات (کلی) ہیں ہر دو کلیوں کے درمیان "نسب اربعہ" میں سے کوئی نہ کوئی نسبت ضرور ہوگی (قطبی۔ ۵۰)

[4] اصل نسخہ میں مُسَاوِی کا لفظ ہے جو ذرا غیر مناسب ہے۔

عام خاص من وجه : وہ نسبت ہے جو ایسی دوکلیوں میں پائی جائے جن میں کسی جانب سے بھی صدق کلی نہ ہو جیسے انسان اور اَبیض (میں پائی جانے والی نسبت کیوں کہ تمام انسان اَبیض نہیں ہیں اور نہ ہی تمام اَبیض انسان ہیں)

تبایُن : وہ نسبت ہے جو ایسی دوکلیوں میں پائی جائے جن میں کوئی کلی کسی کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آتی ہو جیسے پتھر اور درخت (میں پائی جانے والی نسبت)

فائدہ : یادرکھو! کہ جزئی کا اطلاق کبھی جزئی اضافی پر بھی ہوتا ہے، اسی طرح نوع کا اطلاق کبھی نوع اضافی پر ہوتا ہے۔

جُزئی اضافی[1] : وہ مفہوم ہے جو کسی عام مفہوم کے تحت ہو جیسے انسان کہ حیوان کے تحت ہے۔

نوعِ اضافی : وہ مفہوم ہے جو بلا واسطہ کسی جنس کے تحت ہو: جیسے حیوان کہ جسم نامی کے تحت ہے۔

مُعَرِّفات[2] کا بیان

تعریف: جو کسی شئ پر اس غرض سے محمول ہو کہ اس کے علم کا فائدہ دے۔

تعریف کی چار قسمیں ہیں: (۱) حدِّ تام (۲) حدِّ ناقص (۳) رسمِ تام (۴) رسمِ ناقص۔

حدِّ تام : وہ مُعَرِّف ہے جو جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو جیسے انسان کی تعریف ''حیوان ناطق'' سے۔

حدِّ ناقص : وہ مُعَرِّف ہے جو جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہو جیسے انسان کی تعریف ''جسم ناطق'' سے۔

---

[1] دراصل اس میں نوع وجزئی کی دوقسموں کی طرف اشارہ ہے (۱) نوع حقیقی (۲) نوع اضافی، (۱) جزئی حقیقی (۲) جزئی اضافی ......(۱) جزئی حقیقی: وہ مفہوم ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے کثیرین پر صادق نہ آئے یا اس کا نفس تصور وقوع شرکت کے مانع ہو جیسے علیؓ وعثمانؓ ۔ نوع حقیقی: وہ کلی ہے جو کثیرین متفقین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں بولی جائے ۔لباب الاشارات ص:۵۔

[2] مُعَرِّفات مُعَرِّف کی جمع ہے (معنی ہے پہچان کرانے والا) مُعَرِّف کو تعریف اور قول شارح بھی کہتے ہیں۔

رسم تام: وہ معرِّف ہے جو جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو جیسے انسان کی تعریف ''حیوان ضاحک'' سے۔

رسم ناقص: وہ معرِّف ہے جو جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہو جیسے انسان کی تعریف ''جسم ضاحک'' سے۔

فائدہ: خاصہ[1] اور عرض عام سے جو تعریف ہوتی ہے اس کو بھی رسم کہتے ہیں۔

تعریف کی دو قسمیں اور بھی ہیں: (۱) حقیقی (۲) لفظی۔

حقیقی[2]: وہ ہے جس سے ایسی چیز کا علم حاصل ہو جو پہلے سے نہ ہو۔

لفظی: وہ تعریف ہے جو کسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرے۔

فقد تم تحشیة بحث التصورات بعون الله تعالى ليلة يوم الجمعة ۵/۲/۹۳ھ

خلاصہ[3] بحث تصورات

(۱) منطق (۲) غرض (۳) موضوع (۴) علم (۵) تصور (۶) تصدیق (۷) دلالت (۸) دال (۹) مدلول (۱۰) عقلیہ (۱۱) طبعیہ (۱۲) وضعیہ (۱۳) وضع (۱۴) مطابقی (۱۵) تضمنی (۱۶) التزامی (۱۷) مفرد (۱۸) مرکب (۱۹) اسم

---

[1] لیکن یہ تعریف عند المناطقہ معتبر نہیں ہے (قطبی۔۶۵) مگر محشی مرقات کے قول سے مصنفؒ کی تائید ہوتی ہے (مرقات۔۱۴ حاشیہ۔۹) [2] تعریف حقیقی وہ تعریف ہے جس میں کسی چیز کی حقیقت و ماہیت بیان کی جائے یا اس کو ماعدا سے جدا کیا جائے جیسے انسان کی تعریف حیوانِ ناطق سے کہ یہ انسان کی حقیقت بھی ہے اور انسان کو جمیع ماعدا سے جدا بھی کر رہا ہے۔
تعریف لفظی وہ تعریف ہے جس میں غیر مشہور لفظ کی تعریف مشہور لفظ سے کی جائے غَضَنْفَر کی تعریف اَسَد سے یا سُعْدَانَة کی تعریف نَبتٌ سے۔ مرقات ص ۱۴۔

[3] بحث تصورات میں الفاظ مصطلحہ کل ترپن (۵۳) ہیں جن کو'' الالفاظ المصطلحة فی التصورات'' (یعنی بحث تصورات کے اصطلاحی الفاظ) کہتے ہیں، گرچہ دیگر کتب میں چون ہیں لیکن حقیقت میں ساٹھ ہیں۔ خیال رہے کہ خلاصہ مذکورہ میں صرف مقسم کو شمار کیا گیا ہے اقسام کو نہیں [illegible] صرف جنس و فصل کو شمار کیا گیا ہے قریب اور بعید کو نہیں۔

(۲۰)کلمہ (۲۱)ادات (۲۲)علم (۲۳) متواطی (۲۴)مشکک (۲۵)مشترک (۲۶)منقول (۲۷)حقیقت (۲۸)مجاز (۲۹) مرکب تام (۳۰)مرکب ناقص (۳۱)خبر وقضیہ (۳۲)مرادف (۳۳)متباینان (۳۴) معنی (۳۵)مفہوم کلی (۳۶)مفہوم جزئی (۳۷)نوع (۳۸)جنس (۳۹)فصل (۴۰)خاصہ (۴۱) عرض عام (۴۲)تساوی (۴۳)عام خاص مطلق (۴۴)عام خاص من وجہ (۴۵)تباین (۴۶) تعریف (۴۷) حدتام (۴۸) حدناقص (۴۹)رسم تام (۵۰)رسم ناقص۔

نوٹ: یہ خلاصہ اس کتاب میں بیان کردہ بحث تصورات کا ہے ورنہ اس بحث میں چند اصطلاحات اور ہیں مثلاً کلی منطقی، کلی عقلی، کلی طبعی وغیرہ۔

باقی ماندہ اصطلاحات

(۱) کلی ذاتی (۲) کلی عرضی (۳) بدیہی (۴) نظری (۵) کلی منطقی (۶) کلی طبعی (۷) کلی عقلی۔

(۱) **کلی ذاتی**: وہ کلی[1] ہے جو اپنے افراد کی حقیقت میں داخل ہو جیسے انسان اپنے افراد (زید، عمرو، بکر،) کی حقیقت میں داخل ہے۔

(۲) **کُلی عَرَضی**: وہ ہے جو اپنے افراد کی حقیقت میں داخل نہ ہو جیسے ضاحک اپنے افراد (زید، عمرو، بکر) کی حقیقت سے خارج ہے۔

(۳) **بَدیہی**: جو بغیر غور وفکر کے حاصل ہو یا جس کا سمجھنا غور فکر پر موقوف نہ ہو۔

(۴) **نظری**: جو بغیر غور فکر کے حاصل نہ ہو یا جس کا سمجھنا غور وفکر پر موقوف ہو[2]۔

(۵) **کلی منطقی**: کلی کو باعتبار مفہوم کلی منطقی کہتے ہیں۔[3]

(۶) **کلی طبعی**: کلی کو باعتبار معروض (مصداق) کلی طبعی کہتے ہیں جیسے انسان۔

(۷) **کلی عقلی**: کلی منطقی اور کلی طبعی کے مجموعہ کو کلی عقلی کہتے ہیں جیسے الانسان الکلی۔

---

[1] وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی پوری حقیقت ہو یا حقیقت کا جزء ہو۔

[2] بدیہی اور نظری کی تعریف (مرقات۔۳، قطبی۔۸) پر ملاحظہ فرمائیں۔

[3] مفہوم کلی کو کلی منطقی کہتے ہیں جس کی تعریف صفحہ ۱۹ پر گذر چکی ہے۔

بحث تصدیقات

قضیّه : وہ قول ہے جس کے کہنے والے کو بغیر قرینہ کے سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔

قضیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) حَمْلِیَّه (۲) شَرْطِیَّه

حَملِیَّه : وہ قضیہ ہے جس کی ترکیب ایسے دو لفظوں سے ہو جو مفرد یا حکم میں مفرد کے ہو یا اس میں کسی شئ کے ثبوت یا حکم کی نفی ہو جیسے اَللّٰه مَوْجُوْدٌ، اَللّٰهُ لَيسَ بظَالِمٍ۔

شَرطِیَّه : وہ قضیہ ہے جس کی ترکیب دو قضیوں سے ہو یا اس میں کسی شئ کے ثبوت یا حکم کی نفی نہ ہو جیسے اِن كَانَتِ الشَّمسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوجُودٌ۔

فائده : یاد رکھو! قضیہ حملیہ کے جزء اوّل کو **موضوع**، جزءِ ثانی کو **مَحمُول** اور ان دونوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کو **رابطه** کہا جاتا ہے[1]۔

اور قضیہ شرطیہ کے جزء اول کو **مُقَدَّم** اور جزء ثانی کو **تالِی** کہتے ہیں[2]۔

حملیات[3] کا تفصیلی بیان

تقسیم اول

قضیہ حملیہ کی موضوع کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں: (۱) شَخْصِیَّه (۲) طَبْعِیَّه (۳) مَحْصُورَه (۴) مُهْمَلَه۔

---

[1] جیسے زَیدٌ قَائِمٌ میں زَیدٌ موضوع قَائِمٌ محمول اور (قَائِمٌ) کے اندر ایک ضمیر ہے جو لوٹ رہی ہے زید کی طرف لہٰذا وہ ضمیر (هُوَ) رابطہ ہے۔

[2] جیسے اِن كَانَتِ الشَّمسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوجُودٌ میں اِن كَانَتِ الشَّمسُ طَالِعَةً "مُقَدَّم" اور فَالنَّهَارُ مَوجُودٌ "تَالِی" ہے۔

[3] قضیہ حملیہ کی مصنفؒ نے چار تقسیم کی ہے (۱) باعتبار موضوع (اس کی چار قسمیں ہیں) (۲) باعتبار وجودِ موضوع (اس کی تین قسمیں ہیں) (۳) باعتبار اطراف (اس کی بھی تین قسمیں ہیں (۴) باعتبار نسبت (اس کی دو قسمیں ہیں)

دلیل حصر

قضیہ حملیہ کا موضوع جزئی ہوگا یا کلی.....اگر جزئی[1] ہے تو شخصیہ اور مخصوصہ .....اوراگرکلی ہے توحکم افراد پر ہوگا یا مفہوم پر.....اگر مفہوم پر ہے تو طبعیہ .....اوراگر حکم افراد پر ہے تو افراد کی مقدار بیان کی گئی ہوگی یا نہیں .....اگر مقدار بیان کی گئی ہے تو محصورہ اور مسوّرہ...ورنہ مہملہ۔

شخصیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع جزئی حقیقی یا شخص معین ہو جیسے القُرآنُ کِتَابُ اللّٰهِ (اس کو مخصوصہ بھی کہتے ہیں)

طبعیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع جزئی[2] اضافی ہو جیسے اَلاِنسَانُ نَوعٌ۔

محصورہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم افراد پر ہو اور افراد کی مقدار بھی بیان کی گئی ہو جیسے بَعضُ الطَّالِبِ مُجتَهِدٌ (اس کو مسوّرہ بھی کہتے ہیں۔)

مہملہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم افراد پر ہو اور افراد کی مقدار بیان نہ کی گئی ہو جیسے الطَّالِبُ مُجتَهِدٌ.

فائدہ: محصورہ کی چار قسمیں ہیں (۱) موجبہ کلیہ جیسے کُلُّ نَبِیٍّ مَعصُومٌ (۲) موجبہ جزئیہ جیسے بَعضُ النَّاسِ مَغفُورٌ (۳) سالبہ کلیہ جیسے لَاشَیءَ مِنَ المُشرِکِ بِمَغفُورٍ (۴) سالبہ جزئیہ جیسے بَعضُ الصَّلٰوۃِ لَیسَ بِفَرضٍ۔ (ان کو محصورات[3] اربعہ کہا جاتا ہے)

فائدہ: جس لفظ سے مقدار بیان کی جاتی ہے اس کو سُور کہتے ہیں، جمع اَسوَار آتی ہے۔

أسوار کابیان

(۱) موجبہ کلیہ کا سور "کُلّ" اور "لَامِ اِستِغرَاق" ہے۔

(۲) موجبہ جزئیہ کا سور "بَعضٌ اور وَاحِدٌ" ہے۔

---

[1] جزئی سے جزئی حقیقی (یعنی شخص معین اور علم) مراد ہے۔

[2] جزئی اضافی کی جگہ کلی، نفس حقیقت اور نفس طبیعت بھی کہا جاسکتا ہے۔

[3] فن منطق میں محصورات اربعہ ہی معتبر اور مبحوث عنہا ہیں یعنی محصورات اربعہ ہی سے بحث ہوتی ہے۔

(۳) سالبہ کلیہ کا سور "لاشیٔ اور لاواحد" ہے۔

(۴) سالبہ جزئیہ کا سور "بعضُ لیسَ ،لیسَ بعض اور لیس کُلّ" ہے۔

تقسیم ثانی

قضیہ حملیہ کی وجود موضوع کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں (۱) خارِجیّہ (۲) حَقِیقِیَّہ (۳) ذِھْنِیَّہ.

خارِجیَّہ: وہ حملیہ ہے جو خارج[1] میں واقعۃً موجود ہو جیسے زَیدٌ قَائِمٌ۔

حَقِیْقیَّہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جو خارج میں واقعۃً موجود نہ ہو بلکہ موجود مان لیا گیا ہو جیسے العَنقَاءُ طَائِرٌ۔

ذِھْنِیَّہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع خارج میں نہ واقعۃً موجود ہو اور نہ ہی موجود مانا جاسکتا ہو جیسے شَرِیکُ البَارِی مُمتَنِعٌ۔

تقسیم ثالث

قضیہ حملیہ کی اطراف یعنی موضوع اور محمول کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں: (۱) مَعْدُولَہ (۲) مُحَصَّلَہ (۳) بَسِیطَہ۔

مَعدُولَہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں حَرفِ سَلب موضوع ومحمول میں سے کسی کا جزء ہو جیسے الاِنسَانُ لَاحَجَر۔

مُحصّلہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں حَرفِ سلب موضوع ومحمول میں سے کسی کا جزء نہ ہو اور وہ قضیہ موجبہ ہو جیسے عَذَابُ القَبرِ حَقٌّ۔

بَسِیطَہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں حَرفِ سَلب موضوع ومحمول میں سے کسی کا جزء نہ ہو اور وہ قضیہ سالبہ ہو جیسے مُحَمَّدٌ لَیسَ بِسَاحِرٍ۔

فائدہ: معدولہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) مَعدُولَۃُ المَوضُوع (۲) مَعدُولَۃُ المَحمُول (۳) مَعدُولَۃُ الطَّرفَین۔

مَعدُولَۃُ المَوضُوع: وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حَرفِ سَلب موضوع کا جزء

---

[1] اصل نسخہ میں نَفسُ الأمر کالفظ ہے اس کے معنی بھی خارج ہی کے ہیں۔

ہو جیسے اَللَّاحَیُّ جَمَادٌ۔ (بے جان چیزیں جماد کہلاتی ہیں)۔

مَعدُولَۃُ المَحمُول: وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حرفِ سلب محمول کا جزء ہو جیسے اَلجَمَادُ لَا عَالِم۔ (جماد بے علم ہے)

مَعدُولَۃُ الطَّرَفَین: وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حرفِ سلب موضوع ومحمول دونوں کا جزء ہو جیسے اَللَّاحَیُّ لَاعَالِمٌ۔ (بے جان چیزیں بے علم ہیں)

تقسیم رابع

قضیہ حملیہ کی نسبت کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: (۱) مُطلَقَہ (۲) مُوَجَّہَہ

مُطلَقَہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں قضیہ کی نسبت کی کیفیت نہ بیان کی گئی، ہو جیسے کُلُّ اِنسَانٍ حَیَوَانٌ۔

مُوَجَّہَہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں قضیہ کی نسبت کی کیفیت بیان کی گئی ہو جیسے کُلُّ اِنسَانٍ حَیَوَانٌ بِالضَّرُورَۃ۔

فائدہ: وہ لفظ جس سے نسبت کی کیفیت بیان کی جاتی ہے اس کو جِہَتِ قَضِیَہ[1] اور اس کیفیت کو مَادَّۂ قَضِیَہ کہا جاتا ہے (قطبی ص/۹۱) مزید تفصیل بڑی کتابوں میں آرہی ہے: فانتظروا۔

مُوَجَّہَات کا بیان

مُوَجَّہہ: کی دو قسمیں ہیں (۱) بَسِیطَہ (۲) مُرَکَّبَہ۔

بَسِیطَہ: وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں ایک نسبت ہو جیسے کُلُّ[2] اِنسَانٍ حَیَوَانٌ[3] بِالضَّرُورَۃِ، وَبِالضَّرُورَۃِ لَاشَیَٔ مِنَ الاِنسَانِ بِحَجَرٍ[4]۔

---

[1] جہت قضیہ جیسے "بِالضَّرُورَۃِ" دراصل جہت کی دو قسمیں ہیں (۱) جہت لفظیہ (۲) جہت عقلیہ "بِالضَّرُورَۃِ" تلفظ کرنے سے پہلے جہت عقلیہ ہے اور تلفظ کرنے کے بعد جہت لفظیہ ہے۔ **فائدہ**: موجہہ کو رباعیہ بھی کہتے ہیں۔

[2] اس قضیہ میں صرف کیفیتِ ایجابی بیان کی گئی ہے۔

[3] حیوان یا کے فتحہ کے ساتھ ہے جمع حیوانات آتی ہے کَمَا جَاءَ فِی التَّنزِیلِ وَاِنَّ الدَّارَ الآخِرَۃَ لَھِیَ الحَیَوَانُ، اور یا کے سکون کے ساتھ یعنی حَیوان پڑھنا غلط ہے۔

[4] اس قضیہ میں صرف ایک کیفیت یعنی سلبی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

مرکبه: وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں دو نسبتیں ہوں یعنی ایسی دو نسبتیں جو ایجاب وسلب میں مختلف اور صدق میں متفق ہوں جیسے كُلُّ اِنسَانٍ ضَاحِكٌ بِالفِعلِ لَادَائِمًا۔

فائدہ: قضیہ موجہہ مرکبہ میں دو قضیہ ہوتے ہیں، ایک صراحۃً مذکور ہوتا ہے اور ایک کی طرف لَاضَرُورَةَ یا لَادَوَام سے اشارہ ہوتا ہے[1]

بسائط[2] کا بیان

بسیطہ کی چار قسمیں ہیں (۱) ضَرُورِيَّه (۲) مُطْلَقَه (۳) دَائِمَه (۴) مُمْكِنَه

ضروریہ کی چار قسمیں ہیں: (۱) ضَرُورِيَّه مُطْلَقَه (۲) مَشرُوطَه عَامَّه (۳) وَقْتِيَّه مُطْلَقَه (۴) مُنتَشِرَه مُطْلَقَه۔

(۱) **ضروریه مطلقه**: وہ موجہہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کیلئے یا اس کا سلب موضوع کیلئے اس وقت تک ضروری ہو جب تک موضوع کی ذات موجود ہو جیسے بِالضَّرُورَةِ كُلُّ اِنسَانٍ حَيَوَانٌ وَبِالضَّرُورَةِ لَاشَيءَ مِنَ الاِنسَانِ بِحَجَرٍ۔

(۲) **مشروطه عامه**: وہ موجہہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لئے یا اس کا سلب موضوع کے لئے اس وقت تک ضروری ہو جب تک موضوع کسی وصف کے ساتھ موصوف ہو جیسے[3] بِالضَّرُورَةِ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الأَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا وَبِالضَّرُورَةِ لَاشَيءَ مِنَ المُؤمِنِينَ بِكَافِرٍ مَادَامَ مُؤمِنًا[4]۔

---

[1] جیسے مثال مذکور میں " كُلُّ اِنسَانٍ ضَاحِكٌ بِالفِعلِ " یہ قضیہ صراحۃً مذکور ہے اور دوسرا قضیہ ہے "لَاشَيءَ مِنَ الاِنسَانِ بِضَاحِكٍ بِالفِعلِ" اس کی طرف لادوام سے اشارہ ہے۔

[2] بسائط کی کل بارہ قسمیں بیان کی جائیں گی (۱) ضروریہ مطلقہ (۲) دائمہ مطلقہ (۳) مشروطہ مطلقہ (۴) عرفیہ عامہ (۵) مطلقہ عامہ (۶) ممکنہ عامہ (ان چھ قسموں سے بالاتفاق بحث کی جاتی ہے) (۷) وقتیہ مطلقہ (۸) منتشرہ مطلقہ (ان دونوں سے متقدمین بحث نہیں کرتے ہیں البتہ متاخرین کرتے ہیں۔ گویا کہ متقدمین آٹھ اور متاخرین چھ سے بحث کرتے ہیں) (۹) حینیہ مطلقہ (۱۰) حینیہ ممکنہ (۱۱) وقتیہ ممکنہ (۱۲) منتشرہ ممکنہ (ان چاروں سے بالاتفاق بحث نہیں کی جاتی ہے اس لئے صرف آٹھ قضایا ہی یاد کریں ان آٹھ کی نشاندہی کر دی گئی ہے)

[3] ہر کاتب کی انگلیاں ضرور بالضرور حرکت کرنے والی ہے جب تک کہ وہ کاتب ہے۔

[4] ضرور بالضرور کوئی مسلمان کافر نہیں ہے جب تک کہ وہ مسلمان ہے۔

(۳) **وقتیہ مطلقہ**: وہ موجہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لئے یا اس کا سلب کسی وقت معین میں ضروری ہو جیسے[۱] بِالضَّرُورَۃِ کُلُّ قَمَرٍ مُنْخَسِفٌ وَقْتَ حَیْلُولَۃِ الأَرْضِ بینہ وَبَیْنَ الشَّمْسِ[۲] وَبِالضَّرُورَۃِ لَاشَیْءَ مِنَ القَمَرِ بِمُنْخَسِفٍ وَقْتَ التَّرْبِیعِ۔

(۴) **منتشرہ مطلقہ**: وہ موجہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لئے یا اس کا سلب موضوع کے لئے کسی وقت غیر معین میں ضروری ہو جیسے[۳] بِالضَّرُورَۃِ کُلُّ إِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ فِي وَقْتٍ مَّا وَبِالضَّرُورَۃِ لَاشَيْءَ مِنَ الإِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ فِي وَقْتٍ مَّا[۴]۔

مطلقہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مُطلَقہ عامّہ (۲) حِینِیّہ مُطلَقہ۔

(۵) **مُطلقہ عامّہ**: وہ موجہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لئے یا اس کا سلب بالفعل ہو جیسے کُلُّ إِنْسَانٍ کَاتِبٌ بِالفِعْلِ وَلَاشَيْءَ مِنَ الإِنْسَانِ بِکَاتِبٍ بِالفِعْلِ۔

☆ **حِینِیّہ مُطلقہ**: وہ موجہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لئے یا اس کا سلب اوقاتِ وصف میں سے کسی وقت میں ہو جیسے کُلُّ کَاتِبٍ مُتَحَرِّکُ الأَصَابِعِ حِینَ ھُوَ کَاتِبٌ وَلَا شَيْءَ مِنَ الکَاتِبِ بِسَاکِنِ الاصابِعِ حِینَ ھُوَ کَاتِبٌ۔

(۳) دائمہ کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) دائمہ مطلقہ (۲) عرفیہ عامہ۔

(۶) **دائمہ مُطلَقہ**: وہ موجہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لئے یا اس کا سلب دائمی ہو جب تک موضوع کی ذات موجود ہو جیسے بِالدَّوَامِ کُلُّ فَلَکٍ مُتَحَرِّکٌ وَلَا شَيْءَ مِنَ الفَلَکِ بِسَاکِنٍ بِالدَّوَامِ۔

---

۱ ہر چاند ضرور گرہن (گہن) والا ہے زمین کے سورج اور چاند کے درمیان حائل ہونے کے وقت۔
۲ کوئی چاند ہرگز گرہن والا نہیں تربیع کے وقت۔
۳ ہر انسان ضرور بالضرور سانس لینے والا ہے کسی وقتِ غیر معین میں۔
۴ اور کوئی انسان ہرگز سانس لینے والا نہیں وقتِ غیر معین میں۔

(۷) **عرفیہ عامہ**: وہ موجہہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لئے یا اس کا سلب دائمی ہو جب تک موضوع کسی وصف کے ساتھ موصوف ہو جیسے بِالدَّوَام کُلُّ کَاتِبٍ مُتَحَرِّکُ الاَصَابِعِ مَادَامَ کَاتِباً وَلَاشَیْءَ مِنَ الکَاتِبِ بِسَاکِنِ الاَصَابِعِ مَادَامَ کَاتِباً۔

(۴) ممکنہ کی چار قسمیں ہیں (۱) **مُمکِنَہ عَامَّہ** (۲) **حِینِیَّہ مُمکِنَہ** (۳) **عُرفِیَّہ مُمکِنَہ** (۴) **دَائِمَہ مُمکِنَہ**۔

(۸) **ممکنة عامه**: وہ موجہہ ہے جس میں جانب مخالف ضروری نہ ہو جیسے کُلُّ نَارٍ حَارَّةٌ بِالاِمکَانِ العَامِّ وَلَاشَیْءَ مِنَ النَّارِ بِبَارِدٍ بِالاِمکَانِ العَامِّ۔

☆ **حینیة ممکنه**: وہ موجہہ ہے جس میں جانب مخالف اوقات وصف میں ضروری نہ ہو جیسے بِالاِمکَانِ العَامِّ کُلُّ کَاتِبٍ مُتَحَرِّکُ الاَصَابِعِ حِینَ هُوَ کَاتِبٌ وَلَا شَیْءَ مِنَ الکَاتِبِ بِسَاکِنِ الاَصَابِعِ حِینَ هُوَ کَاتِبٌ بِالاِمکَانِ العَامِّ۔

☆ **عرفیه ممکنه**: وہ موجہہ ہے جس میں جانب مخالف وقت معین میں ضروری نہ ہو جیسے بِالاِمکَانِ العَام کُلُّ قَمَرٍ مُنخَسِفٌ وَقتَ حَیلُولَةِ الأَرضِ بَینَه وَبَینَ الشَّمسِ۔

☆ **دائمه ممکنه**: وہ موجہہ ہے جس میں جانب مخالف کسی وقت ضروری نہ ہو جیسے بِالِامکَانِ العَامِ کُلُّ اِنسَانٍ مُتَنَفِّسٌ فِی وَقتٍ مَّا۔

مرکبات[1] کا بیان

مرکبہ کی سات قسمیں ہیں: (۱) مشروطہ خاصہ (۲) وقتیہ (۳) منتشرہ (۴) عرفیہ خاصہ (۵) وجودیہ لاضروریہ (۶) وجودیہ لادائمہ (۷) ممکنہ خاصہ۔

---

[1] اساتذہ بچوں کو اس طرح سمجھادیں کہ ماقبل میں جو قضایا بسائط گزرے ہیں ان کے اخیر میں لا دَوَامِ ذَاتِی وغیرہ لگادینے سے مرکبات بن جاتے ہیں، اور یہ بھی سمجھادیں کہ مرکبات میں دو قضیے ہوتے ہیں ایک موجبہ دوسرا سالبہ، موجبہ موجود ہوتا ہے اور سالبہ کی طرف لادوام اور لاضرورت سے اشارہ ہوتا ہے۔

مشروطہ خاصہ: وہ مشروطہ عامہ ہے جو مقید ہو لا دوام ذاتی سے جیسے کُلُّ کَاتِبٍ مُتَحَرِّکُ الاَصَابِعِ مَادَامَ کَاتِباً لَا دَائِماً[1]

وقتیہ: وہ وقتیہ مطلقہ ہے جو مقید ہو لا دوام ذاتی سے جیسے بِالضَّرُورَۃِ کُلُّ قَمَرٍ مُنْخَسِفٌ وَقْتَ حَیْلُولَۃِ الاَرْضِ لَا دَائِماً۔

منتشرہ: وہ منتشرہ مطلقہ ہے جو مقید ہو لا دوام ذاتی سے جیسے بِالضَّرُورَۃِ کُلُّ اِنْسَانٍ مُتَنَفِّسٌ فِی وَقْتٍ مَّا لَا دَائِماً۔

عرفیہ خاصہ: وہ عرفیہ عامہ ہے جو مقید ہو لا دوام ذاتی سے جیسے بِالدَّوَامِ کُلُّ کَاتِبٍ مُتَحَرِّکُ الاَصَابِعِ مَادَامَ کَاتِباً لَا دَائِماً۔

وجودیہ لاضروریہ: وہ مطلقہ عامہ ہے جو مقید ہو لا ضَرُورَۃِ ذَاتِی سے جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ کَاتِبٌ بِالْفِعْلِ لَا بِالضَّرُورَۃِ۔

وجودیہ لادائمہ: وہ مطلقہ عامہ ہے جو مقید ہو لا دوام ذاتی سے جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ کَاتِبٌ بِالْفِعْلِ لَا بِالدَّوَامِ الذَّاتِی۔[3]

ممکنہ خاصہ: وہ قضیہ ہے جس میں یہ حکم ہو کہ قضیے کی دونوں جانب ضروری نہیں ہے جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ کَاتِبٌ بِالاِمْکَانِ الخَاصِّ (بِلَاضَرُورَۃِ جَانِبِ المُوَافِقِ)

فائدہ: ممکنہ خاصہ میں دونوں جانب ضروری نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نہ جانب وجود ضروری ہو اور نہ جانب عدم بلکہ دونوں ممکن (برابر) ہوں (جیسے نماز نفل نہ پڑھنا ضروری ہے اور نہ چھوڑنا ضروری ہے)

تنبیہ: یاد رکھو! کہ (قاعدہ ہے) کہ لا دوام سے مطلقہ عامہ اور لا ضرورۃ سے ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ (قطبی، ص۔ ۱۰۶)

---

[1] لَا دَوَامِ ذَاتِی، لَاضَرُورَۃِ ذَاتِی وغیرہ کی تعریف وتشریح بڑی کتابوں میں آرہی ہے ابھی اچھی طرح یاد کرلیں۔ [2] جیسے لَا دَائِماً سے اشارہ ہے لَا شَیْءَ مِنَ الکَاتِبِ بِمُتَحَرِّکِ الاَصَابِعِ بِالفِعلِ" کی طرف، اسی طرح مابقیہ کو سمجھا دیں۔

[3] لَا دَائِماً کو لا بالدوام الذاتی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے ۱۲۔

شرطیات[1] کا بیان

شرطیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مُتَّصِلَہ (۲) مُنفَصِلَہ۔

مُتَّصِلَہ: [2] وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں ایک شیٔ کے ثبوت یا عدم ثبوت کا حکم کریں دوسری شیٔ کے ثبوت کی تقدیر پر جیسے اِن کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ (موجبہ) اور لَیْسَ اَلْبَتَّةَ اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَاللَّیْلُ مَوْجُوْدٌ (سالبہ)

متصلہ کی دو قسمیں ہیں (۱) لزومیہ (۲) اتفاقیہ

لُزُومِیَّه: وہ متصلہ ہے جس میں اتصال کسی علاقہ[3] کی وجہ سے ہو جیسے اِنْ حَفِظْتَ الْمَنْطِقَ نَجَحْتَ: (اگر تو منطق یاد کرے گا تو کامیاب ہو جائے گا۔)

اِتِّفَاقِیَه: وہ متصلہ ہے جس میں اتصال اتفاقاً ہو جیسے اِن کَانَ عَدُوُّکَ ضَاحِکاً فَأَنتَ ضَاحِکٌ، اِن تَذهَب اِلٰی مَظَاهِرِ عُلُوم وَقف فَاذْهَبْ اِلٰی دَارِ الْعُلُومِ وَقف۔

فائدہ: علاقہ[4] کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مقدم تالی کے لئے علت ہو جیسے اِن کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوجُودٌ وجود نہار (تالی) کی علت، طلوع شمس (مقدم) ہے۔

(۲) تالی مقدم کے لئے علت ہو جیسے کُلَّمَا کَانَ النَّهَارُ مَوجُوداً کَانَتِ

---

[1] شرطیہ کی تعریف پہلے گذر چکی ہے کہ وہ قضیہ ہے جس کی ترکیب دو قضیوں سے ہو یعنی جو دو قضیوں سے مرکب ہو۔ دیکھئے ص: ۲۶۔

[2] یعنی متصلہ کو یوں سمجھ لیں کہ اگر ایک قضیہ کو مان لیا تو دوسرے کو بھی ماننا پڑے گا جیسے اِن کَانَتِ الشمس طالعة کو اگر مان لیا ہے تو اب فالنهار موجود کو بھی ماننا پڑے گا نیز مُتَّصِلہ کے نام ہی سے معلوم ہو رہا ہے کہ دونوں قضیے ملے ہوئے ہوں گے۔

[3] عَلاقَة (تعلق) ج عَلائِقُ۔

[4] دراصل علاقہ کی دو قسمیں ہیں (۱) علاقۂ علیت (۲) علاقۂ تضایف (۳) علاقۂ علیت کی تین قسمیں ہیں، تو اس طرح کل چار قسمیں ہو گئیں۔ یہ چاروں قسمیں متن میں بالتفصیل لکھ دی گئی ہیں۔

الشمس طالعة، وجود نہار (مقدم) کی علت طلوع شمس (تالی) ہے۔
(۳) مقدم اور تالی کے لئے کوئی تیسری چیز علت ہو کلما کان النهار موجودا کانت الارض مضیئة (دن کے موجود (مقدم) اور زمین کے روشن ہونے (تالی) کی علت طلوع شمس ہے جو کہ ایک تیسری چیز ہے)
(۴) **علاقة تضایف**: ایسی دو چیزوں کے تعلق کا نام ہے جن میں سے ہر ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہو جیسے اَبٌ اور ابن (کہ باپ کا سمجھنا بیٹے اور بیٹے کا سمجھنا باپ پر موقوف ہے)
علت: جو کسی چیز کے وجود کا باعث ہو یعنی جو کسی چیز کے پائے جانے کا سبب ہو جیسے کامیابی کا سبب محنت ہے۔
معلول: جو کسی چیز سے موجود ہو جیسے کامیابی محنت سے وجود میں آتی ہے لہٰذا کامیابی معلول ہے۔
مُنفصله: وہ شرطیہ ہے جس میں منافات یا عدم منافات[1] کا حکم ہو، منافات کی مثال جیسے كُلُّ مَوْجُوْدٍ خَالِقٌ اَوْمَخْلُوْقٌ عدم منافات کی مثال لَيْسَ اَلْبَتَّةَ اِمَّا اَن يَّكُوْنَ اَحَدٌ اِنسَاناً اَو رَسُوْلاً مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں قضیے جمع ہو سکتے ہیں کہ کوئی ذات انسان بھی ہو اور نبی بھی ہو۔

منفصله کی اقسام

منفصلہ کی دو تقسیم ہیں (۱) صدق وکذب کے اعتبار سے (۲) مقدم اور تالی کی ذات کے اعتبار سے۔
صدق وکذب کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں (۱) حَقِيقِيَّه (۲) مَانِعَةُ الجمع (۳) مَانِعَةُ الخُلُو۔
حقیقیه: وہ منفصلہ ہے جس میں منافات یا عدم[1] منافات صدق اور کذب دونوں

---

[1] جدائیگی یا عدم جدائیگی کا حکم ہو یعنی دونوں قضیے جمع بھی ہو سکتے ہیں نہیں بھی ہو سکتے ہیں

میں ہو یعنی نہ دونوں کا ایک ساتھ اجتماع ہو نہ ارتفاع جیسے هٰذا العدد اِمّا زوج او فردٌ۔

مانعة الجمع: وہ منفصلہ ہے جس میں محض صدق میں منافات یا عدم منافات ہو یعنی دونوں جمع نہیں ہو سکتے ہیں مگر جدا ہو سکتے ہیں جیسے هٰذا الشّیُٔ اِمّا شجرٌ اَو حجرٌ

مانعة الخلو: وہ منفصلہ ہے جس میں محض کذب میں منافات یا عدم منافات ہو یعنی دونوں جدا نہ ہو سکتے ہوں مگر جمع ہو سکتے ہوں جیسے زیدٌ اِمّا فِی المَاءِ اَو لا یَغرق۔

مقدم اور تالی کی ذات کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: (۱) عِنَادِیَّه (۲) اِتّفاقِیَّه ۔

عنادیہ: وہ منفصلہ ہے جس میں مقدم اور تالی کے درمیان ذاتی جدائی ہو جیسے هٰذا العَدَدُ اِمّا زوجٌ اَو فردٌ ۔

اتفاقیہ: وہ منفصلہ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان اتفاقی جدائی ہو جیسے هٰذا الاِنسانُ اِمّا اَن یَّکُونَ اَسوَدَ اَو کَاتِباً۔

قضیہ شرطیہ کی مقدم[1] کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں: (۱) کُلّیّه (۲) جُزئیّه (۳) شَخصِیّه (۴) مُهمَله ۔

---

[1] جس طرح حملیہ کی موضوع کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں اسی طرح شرطیہ کی مقدم کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں۔

فائدہ: متصلہ و منفصلہ کے اسوار

(۱)	متصلہ موجبہ کلیہ	کا سور	:	متی، مهما، کلما
(۲)	متصلہ موجبہ جزئیہ	کا سور	:	قد یکون
(۳)	متصلہ سالبہ کلیہ	کا سور	:	لیس البتة
(۴)	متصلہ سالبہ جزئیہ	کا سور	:	قد لایکون
(۵)	منفصلہ موجبہ کلیہ	کا سور	:	دائماً
(۶)	منفصلہ موجبہ جزئیہ	کا سور	:	قد یکون
(۷)	منفصلہ سالبہ کلیہ	کا سور	:	لیس البتة
(۸)	منفصلہ سالبہ جزئیہ	کا سور	:	قد لایکون

کلیہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم کے تمام حالات پر حکم ہو جیسے کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ ۔

جزئیہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم کے بعض غیر معین حالات پر حکم ہو جیسے قَدْ یَکُوْنُ اِذَا کَانَ الشَّیْئُ حَیَوَانًا کَانَ اِنْسَانًا ۔

شخصیہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم کے بعض مُعَیَّن حالات پر حکم ہو جیسے اِنْ جِئْتَنِی الْیَوْمَ فَاَکْرَمْتُکَ ۔

مہملہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم کے کسی حال پر حکم نہ ہو جیسے اِذَا کَانَ الْاِنْسَانُ رَسُوْلاً کَانَ نَبِیًّا ۔

تناقض کا بیان

تناقض:[1] دو قضیوں کا ایجاب وسلب میں اسی طرح مختلف ہونا کہ لذاتہ ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو یا ایک کا کذب دوسرے کے صدق کو مستلزم ہو جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ وَزَیْدٌ لَیْسَ بِعَالِمٍ ۔

فائدہ: تناقض کے پائے جانے کے لئے آٹھ چیزوں میں اتحاد شرط ہے اور وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں۔ جن کو وحداتِ ثمانیہ کہا جاتا ہے۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں وحدت موضوع ومحمول و مکاں
وحدت شرط واضافت، جزء وکل قوت وفعل ست درآخر زماں[2]

اگر ان میں سے کسی ایک میں بھی اتحاد نہیں ہوا تو تناقض نہیں پایا جائے گا۔

---

[1] تناقض کی تعریف اور شرائط وغیرہ اچھی طرح یاد کرلیں، تفصیل بڑی کتابوں میں آرہی ہے، تناقض کا حکم مصنف ؒ نے بیان نہیں کیا ہے لیکن بندۂ ناچیز اس کو افادۃً تحریر کررہا ہے: کہ جن دو قضیوں میں تناقض ہوتا ہے ان کا جمع ہونا اور جدا ہونا باطل ہوتا ہے مثلاً زَیْدٌ عَالِمٌ وَزَیْدٌ لَیْسَ بِعَالِمٍ ان دونوں قضیوں کا جمع ہونا باطل ہے کیوں کہ اجتماع نقیضین لازم آئے گا جو کہ باطل ہے اور ان کا جدا ہونا بھی باطل ہے کیوں کہ اس صورت میں ارتفاع نقیضین لازم آئے گا اور یہ بھی باطل ہے، جن دو کلیوں میں تناقض ہوتا ہے ان کو نقیضین کہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کی نقیض کہلاتی ہے۔ [2] مرقات، ص ۲۲، قطبی، ص ۱۲۴۔ حاشیہ ۲/

موجہات مطلقہ کی نقائض کا بیان

اسے یاد رکھو! کہ ہمیشہ- ایجاب[1] کی نقیض سلب اور کلی کی جزئی- آتی ہے اور اسی طرح اس کا عکس، یہ ضابطہ مطلقہ میں ہے۔

بسائط کی نقائض کا بیان

(۱) ضَرُورِیَّہ مُطلَقَہ کی نقیض مُمکِنَہ عامہ۔ (۲) دَائِمَہ مُطلَقَہ کی نقیض مُطلَقَہ عامَّہ۔

(۳) مَشرُوطَہ عامَّہ کی نقیض حِینِیَّہ مُمکِنَہ۔ (۴) عُرفِیَّہ عامَّہ کی نقیض حِینِیَّہ مُطلَقَہ۔

مرکبات کی نقائض کا بیان

قاعدہ نمبر ۱:[2] مرکبہ کے دونوں قضیوں کو الگ الگ کر دینا پھر دونوں قضیوں کی نقیض نکال کر درمیان میں حرفِ تَردِید داخل کر دینا جیسے مَشرُوطَہ خَاصَّہ[3] (بِالضَّرُورَةِ كُلّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الاَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا لَادَائِماً) کی نقیض آئے گی اِمَّابَعضُ الكَاتِبِ لَيسَ بِمُتَحَرِّكِ الاَصَابِعِ حِينَ هُوَ كَاتِبٌ وَاِمَّابَعضُ الكَاتِبِ مُتَحَرِّكُ الاَصَابِعِ دَائِماً۔

---

[1] محصورات اربعہ کی نقیض کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے: (۱) موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ آتی ہے۔ جیسے کل انسان حیوان کی نقیض بَعضُ الاِنسَانِ لَيسَ بِحَيَوَانٍ ہے۔ (۲) موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ آتی ہے جیسے بعض الحیوان انسان کی نقیض لا شیء من الحیوان بانسان ہے۔ (۳) سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہے جیسے لاشیء من الحیوان بفرس کی نقیض لَاشَيءَ مِنَ الحَيَوَانِ بِاِنسَانٍ ہے۔ (۴) سالبہ جزئیہ کی نقیض موجبہ کلیہ آتی ہے جیسے بعض الحیوان لیس بانسان کی نقیض کل حیوان انسان ہے۔ طلباء کرام محنت کریں کیوں کہ مشہور ہے من جد وجد۔ [2] یہ قاعدہ مرکبہ کلیہ کا ہے جزئیہ کا قاعدہ آگے آ رہا ہے۔

[3] دو قضیے ہیں ایک مشروطہ عامہ (بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاَصابع مادام کاتباً) اس کی نقیض ہے حینیہ ممکنہ (بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع حین ہو کا تب) دوسرا مطلقہ عامہ ہے (جس کی طرف لا دائماً سے اشارہ ہے یعنی لاشیء من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل) اس کی نقیض ہے (بعض الکاتب متحرک الاصابع دائماً) دونوں نقیضوں کے درمیان حرف تردید داخل کر دیا گیا ہے۔ **فائدہ:** دو قاعدے بیان کیے گئے ہیں بچوں کو دونوں قاعدے مع امثلہ یاد کرا دیں، تفصیلات مطولات میں آ رہی ہیں۔

قاعدہ نمبر ۲ :- مرکبہ جزئیہ پر کلیہ کا سور داخل کرنا پھر جزئیہ موجبہ اور سالبہ کے محمول کی نقیض نکال کر حرف تردید داخل کر دینا جیسے بَعضُ الحَیوَانِ اِنسَانٌ بِالفِعلِ لَا دَائِماً کی نقیض آئے گی کُلُّ حَیوَانٍ اِمَّا اِنسَانٌ دَائِماً اَو لَیسَ بِاِنسَانٍ دَائِماً

عَکس کابیان

عکس کی دو قسمیں ہیں: (۱) عَکسِ مُستَوِی (۲) عَکسِ نَقِیض۔

عَکس مُستوِی[۱]: طرفین[۲] قضیہ کو اس طرح ایک دوسرے کی جگہ رکھ دینا کہ صدق[۳] اور کیف[۴] علی حالہ باقی رہیں جیسے کُلُّ اِنسَانٍ حَیوَانٌ کا عکسِ مستوی آئے گا بَعضُ الحیوانِ اِنسَانٌ۔

محصورات اربعه کا عکس مستوی

(۱) موجبہ کلیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے۔ جیسے کُلُّ اِنسَانٍ حَیوَانٌ کا عکس مستوی آئے گا بَعضُ الحَیوَانِ اِنسَانٌ۔

(۲) موجبہ جزئیہ[۵] کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ ہی آتا ہے جیسے بَعضُ الاِنسَانِ حَیوَانٌ کا عکس مستوی آئے گا بَعضُ الحَیوَانِ اِنسَانٌ۔

(۳) سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ آتا ہے جیسے لَاشَیئَ مِنَ الحَجَرِ بِاِنسَانٍ۔

---

۱ عکس مستوی کو عکس مُستَقِیم بھی کہتے ہیں۔

۲ طرفین سے مراد موضوع و محمول اور مقدم و تالی ہے۔

۳ صدق سے مراد یہ ہے کہ اگر اصل قضیہ سچا تھا تو عکس بھی سچا ہوگا اور اگر کاذب تھا تو عکس بھی کاذب ہوگا۔

۴ کیف سے مراد یہ اصل قضیہ موجبہ ہو تو عکس بھی موجبہ آئے گا اسی طرح اگر سالبہ ہو تو عکس بھی سالبہ آئے گا۔

فائدہ: بحث عکس سے متعلق تفصیلات شرح تہذیب، قطبی، سلم وغیرہ میں آرہی ہیں فانتظر وا۔

۵ عکس مستوی میں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا ہے جیسے بعض الانسان حیوان میں بعض انسان کو حیوان ماننے پر بعض سے حیوانیت کی نفی کا ارادہ نہیں کیا گیا ہے۔

(۴) سالبہ جزئیہ[1] کا عکس مستوی سالبہ جزئیہ آتا ہے جیسے بعض الابیض لیس بحیوان کا عکس مستوی آئے گا بعض الحیوان لیس بابیض۔

موجہات[2] کا عکس مستوی

موجہات کی دو قسمیں (۱) موجہات موجبہ (۲) موجہات سوالب۔

موجہات موجبہ[3] کا عکس مستوی

(۱) ضروریہ مطلقہ[4]　(۲) دائمہ مطلقہ
(۳) مشروطہ عامہ　(۴) عرفیہ عامہ.....ان چاروں کا "عکس مستوی" حینیہ مطلقہ آتا ہے
(۵) مطلقہ عامہ کا "عکس مستوی" مطلقہ عامہ ہی آتا ہے
(۶) مشروطہ خاصہ　(۷) عرفیہ خاصہ.....ان دونوں کا "عکس مستوی" حینیہ مطلقہ لا دائمہ آتا ہے
(۸) وقتیہ (۹) منتشرہ (۱۰) وجودیہ لاضروریہ
(۱۱) وجودیہ لا دائمہ.....ان چاروں کا "عکس مستوی" مطلقہ عامہ آتا ہے۔

موجہات سوالب کا عکس مستوی

(۱) ضروریہ مطلقہ[5] (۲) دائمہ مطلقہ.....ان دونوں کا "عکس مستوی" دائمہ مطلقہ آتا ہے
(۳) مشروطہ (۴) عرفیہ عامہ.....ان دونوں کا "عکس مستوی" عرفیہ عامہ آتا ہے (۵) مشروطہ خاصہ (۶) عرفیہ خاصہ.....ان دونوں کا "عکس مستوی" عرفیہ خاصہ آتا ہے۔

---

[1] بعض سالبہ جزئیہ کا عکس آتا ہے (جیسے مثال مذکور میں) اور بعض کا نہیں آتا ہے (جیسے بعض الحیوان لیس بانسان کا عکس ہے بعض الانسان لیس بحیوان) اس لئے سالبہ جزئیہ کا عکس عند المناطقہ معتبر نہیں ہے اور اسی وجہ سے اصل نسخے میں ہے کہ "سالبہ جزئیہ کا عکس ہی نہیں آتا" (لباب الاشارات ص۔۲۷، بتصرف)

[2] موجہات کل پندرہ ہیں (جو عند المناطقہ معتبر ہیں) جن میں صرف گیارہ کا عکس مستوی آتا ہے، یہ موجہات موجبہ میں ہے ورنہ سوالب میں صرف چھ قضایا کا عکس آتا ہے۔

[3] موجبہ خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ عکس موجبہ جزئیہ ہی آئے گا۔　[4] شروع کے چار بسائط اور بقیہ سات مرکبات ہیں۔　[5] شروع کے چار بسائط اور بقیہ دو مرکبہ ہیں۔

والقضیۃ لا تدوام فیہ الامتعدد ... سے القضیۃ ... کی طرف اشارہ ہے۔
جس ... عکس نقیض کی دو تعریفیں ہیں (۱) متقدمین کے نزدیک
(۲) متأخرین کے نزدیک

متقدمین کے نزدیک عکس نقیض کی تعریف

طرفین قضیہ (جزء اول اور جزء ثانی) کی نقیض کو اس طرح ایک دوسرے کی جگہ رکھ دینا کہ اس کا صدق اور کیف باقی رہے جیسے کل انسان حیوان کا عکس نقیض ہے کل لاحیوانٍ لا انسان اور لا شیء من الانسان بحجر کا لیس بعض اللاحجر بلا انسان ہے۔

متأخرین کے نزدیک عکس نقیض کی تعریف

جزء ثانی یعنی محمول یا تالی کی نقیض کو جزء اول یعنی موضوع یا مقدم کی جگہ رکھ دینا اور جزء اول یعنی موضوع یا مقدم کو بعینہ محمول یا تالی کی جگہ رکھ دینا اس طرح کہ ایجاب و سلب میں مخالف ہوں جیسے لا شیء من اللاحیوان بانسان۔

فائدہ: عکس نقیض میں موجبات کا حکم وہی ہے جو عکس مستوی میں سوالب کا ہے اسی طرح یہاں سوالب کا حکم وہ ہے جو وہاں موجبات کا ہے۔ (قطبی ص ۱۴۵ شرح تہذیب ص ۴۲)

محصورات اربعہ کا عکس نقیض

(۱) موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ ہی آتا ہے۔ جیسے کُلُّ انسانٍ حیوانٌ کا عکس نقیض کُلُّ لا حیوانٍ لا انسانٌ ہے۔

(۲) موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا ہے۔

(۳) سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے۔ جیسے لا شَیءَ مِنَ الانسانِ بحجر کا عکس نقیض ہے بعض اللاحجر لیس بانسان۔

---

۱ عکس نقیض کی دونوں تعریف یاد کرلیں تفصیلات بڑی کتابوں میں آرہی ہیں۔
۲ پہلی مثال موجبہ کی اور دوسری سالبہ کی ہے۔ ۳ دونوں تعریفات قطبی ص۔۱۴۵،
شرح تہذیب ص۴۲ پر ملاحظہ فرمائیں، اور قطبی ص۔۱۴۵، حاشیہ ۳ میں لکھا ہے کہ علوم میں زیادہ تر متقدمین ہی کے طریقے پر عکس نقیض مستعمل ہے (اکثر مصنفین نے اسی کو اختیار کیا ہے)
۴ جیسا کہ عکس مستوی میں سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا ہے۔

(۴) سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ ہی آتا ہے جیسے بعض الحیوان لیس بانسان کا عکس نقیض بعض اللاانسان لیس بحیوان ہے۔

قیاس [۱] کا بیان

قیاس : وہ [۲] قول ہے جو ایسے دو یا دو سے زائد قضایا سے مرکب ہو کہ اس کو مان لینے سے دوسرا قضیہ خود بخود ثابت ہو جائے جیسے زید طالب علم ہے اور ہر طالب علم مہمانِ رسولؐ ہوتا ہے لہٰذا زید مہمانِ رسولؐ ہے۔

اقسام قیاس

قیاس کی دو قسمیں ہیں: (۱) استثنائی (۲) اقترانی۔

استثنائی : [۳] وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور ہو جیسے (نتیجہ بعینہ مذکور ہونے کی مثال) ان کان ھذا جسماً فھو مُتَحَیِّزٌ (صغری) لٰکِنَّہٗ جِسمٌ (کبری) فَھُوَ مُتَحَیِّزٌ (نتیجہ) (نقیضِ نتیجہ بعینہ مذکور ہونے کی مثال) جیسے اِن کَانَ جِسماً فَھُوَ مُتَحَیِّزٌ (صغری) لٰکِنَّہٗ لَیسَ بِمُتَحَیِّزٍ (کبری) فَاِنَّہٗ بِجِسمٍ (نتیجہ)

---

[۱] اس بحث میں مصنفؒ سے تسامح ہوا ہے اس لئے یہ بحث مرقات، شرح تہذیب، قطبی اور سلم کی ترتیب پر لکھی جا رہی ہے: دراصل قیاس، حجت کی ایک قسم ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ: حجت کی تین قسمیں ہیں (۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل۔

فائدہ: منطق کا اصل مقصود چوں کہ قول شارح اور حجت ہی ہے اس لئے جب مصنفؒ قول شارح (معرفات قول شارح کی آخری بحث ہے) کے بیان سے فارغ ہو گئے تو (درمیان میں ان چیزوں کو بیان کیا جن پر حجت کا سمجھنا موقوف تھا) حجت کی بحث شروع کی۔

[۲] مرقات ص ۲۵، شرح تہذیب ص ۴۳، قطبی ص ۱۵۶۔

[۳] قیاس استثنائی و اقترانی وغیرہ کی تعریفات مع امثلہ یاد کرلیں، تفصیلات مطولات میں آرہی ہیں۔

نوٹ: قِیَاس (بکسر القاف) باب ضرب اور مفاعلۃ کا مصدر ہے اس کو بفتح القاف (قَیَاس) پڑھنا اور بولنا غلط ہے۔ فائدہ: قیاس استثنائی کی دو قسمیں ہیں (۱) اتصالی (۲) انفصالی۔ مصنفؒ نے ان دونوں قسموں کو بیان نہیں کیا ہے۔

اقترانی: وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیضِ نتیجہ بعینہ مذکور نہ ہو جیسے اَلجِسمُ مُؤلَّفٌ وَكُلُّ مُؤلَّفٍ مُحدَثٌ فَالجِسمُ مُحدَثٌ۔

فائدہ: قیاس اقترانی کی دو قسمیں ہیں (۱) حملی (۲) شرطی۔

حملی: وہ قیاس ہے جو صرف قضایا حملیہ سے مرکب ہو جیسے زَيدٌ مُجتَهِدٌ وَكُلُّ مُجتَهِدٍ نَاجِحٌ فَزَيدٌ نَاجِحٌ۔

شرطی: وہ قیاس ہے جو صرف شرطیات یا شرطیہ اور حملیہ سے مرکب ہو (صرف شرطیات سے مرکب ہونے کی مثال) كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوجُودٌ (صغریٰ) وَ كُلَّمَا كَانَ النَّهَارُ مَوجُوداً فَالاَرضُ مُضِيئَةٌ (کبریٰ) كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوجُودٌ (نتیجہ) (شرطیہ اور حملیہ سے مرکب ہونے کی مثال) كُلَّمَا كَانَ زَيدٌ اِنسَاناً كَانَ حَيَوَاناً (صغریٰ) وَكُلُّ حَيَوَانٍ جِسمٌ (کبریٰ) كُلَّمَا كَانَ زَيدٌ اِنسَاناً كَانَ جِسماً۔

فائدہ: قیاس اقترانی (خواہ حملی ہو یا شرطی) کے نتیجہ دینے کی چار شکلیں ہیں جن کو "اَشكَالِ اَربَعَہ" کہا جاتا ہے۔

نوٹ: اشکال اربعہ میں چند اصطلاحات ہیں جن کو اشکال اربعہ سے پہلے سمجھنا اور یاد کرنا نہایت ضروری ہے۔

اصطلاحات ضروریہ

مُقَدَّمَاتِ قیاس: جن قضایا سے قیاس مرکب ہوتا ہے ان کو "مُقَدَّمَاتِ قیاس" کہا جاتا ہے۔

نتیجۂ قیاس[1]: مقدماتِ قیاس کو تسلیم کرنے کے بعد جس قضیہ کو ماننا پڑے اس کو "نَتِيجَۃ قِيَاس" کہا جاتا ہے۔

اَصغر: نتیجہ کے موضوع کو **اصغر** کہا جاتا ہے۔ **اکبر**: نتیجہ کے محمول کو **اکبر** کہا جاتا ہے۔

---

[1] نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ حد اوسط کو گرا دیا جائے جو رہ جائے وہ نتیجہ ہے۔

صغریٰ: قیاس کے جس مقدمہ میں اصغر مذکور ہوتا ہے اس کو "**صُغریٰ**" کہا جاتا ہے۔[1]
کُبریٰ: قیاس کے جس مقدمہ میں اکبر مذکور ہوتا ہے اس کو "**کُبریٰ**" کہا جاتا ہے
حدِّ اَوسَط: مقدمات قیاس میں جو چیز یں مکرّر ہوتی ہے اس کو "**حدِّ اَوسَط**" کہا جاتا ہے۔
قرینہ اور ضرب: صغریٰ کو کبریٰ کے ساتھ ملانے کو "**ضرب** اور **قرینہ**" کہتے ہیں۔
شکل: حدّ اوسط کو اصغر اور اکبر کے ساتھ رکھنے سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے

اشکال أربَعہ کا بیان

شکلِ اَوّل: حدّ اَوسط صغریٰ میں "محمول" اور کبریٰ میں "موضوع" ہو جیسے[2] اَلعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ (صغریٰ) وَکُلُّ مُتَغَیِّرٍ حَادِثٌ (کبریٰ) فَالعَالَمُ حَادِثٌ (نتیجہ)
شکلِ ثانی: حدّ اَوسط صغریٰ، کبریٰ دونوں میں "محمول" ہو جیسے کُلُّ اِنسَانٍ حَیوَانٌ (صغریٰ) ولَاشَئَ مِنَ الحَجَرِ بِحَیوَانٍ (کبریٰ) فَلَاشَئَ مِنَ الاِنسَانِ بِحَجَرٍ۔
شکلِ ثالث: حدّ اَوسط صغریٰ، کبریٰ دونوں میں "موضوع" ہو جیسے کُلُّ اِنسَانٍ حَیوَانٌ (صغریٰ) وکُلُّ اِنسَانٍ نَاطِقٌ (کبریٰ) فَبَعضُ الحَیوَانِ نَاطِقٌ (نتیجہ)
شکلِ رَابع: حدّ اَوسط صغریٰ میں "موضوع" اور کبریٰ میں "مَحمُول" ہو جیسے کُلُّ اِنسَانٍ حَیوَانٌ (صغریٰ) وَکُلُّ نَاطِقٍ اِنسَانٌ (کبریٰ) فَبَعضُ الحَیوَانِ نَاطِقٌ (نتیجہ)

شرائطِ اِنتاج[3] کا بیان

یعنی اشکال اربعہ کے نتیجہ دینے کی شرائط کا بیان

شکلِ اَوّل کی شرائط: (۱) صغریٰ..... موجبہ ہو (خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ)

---

[1] قیاس میں صغریٰ ہمیشہ مقدم اور کبریٰ ہمیشہ مؤخر ہوا کرتا ہے۔ [2] صرف مثال یاد کریں بین القوسین یعنی صغریٰ کبریٰ اور نتیجہ کو یاد نہ کریں۔ [3] اشکال اربعہ، شرائط انتاج اور ضروب منتجہ کو اچھی طرح یاد کرلیں تفصیلات بڑی کتابوں میں آرہی ہیں۔

(۲) کبری.....کلیہ ہو (خواہ موجبہ یا سالبہ)

شکل ثانی کی شرائط: (۱) اختلاف مقدمتین یعنی ایک قضیہ موجبہ اور دوسرا سالبہ ہو) (۲) کبری.....کلیہ ہو۔

شکل ثالث: (۱) صغری.....موجبہ ہو۔ (۲) دونوں مقدموں میں سے ایک کلیہ ہو۔

نوٹ: شکل رابع کی ضرورت نہیں پڑتی ہے اس لئے اس کا لکھنا بے سود ہے۔

ضُرُوب کا بیان

فائدہ: ہر شکل کی 'ضُرُوب' سولہ نکلتی ہیں جن کو مُحتَمِلہ کہا جاتا ہے (تو کل ضروب محتملہ چونسٹھ (۶۴) ہو جائیں گی) یعنی وہ ضُرُوب جو محض احتمال عقلی سے پیدا ہوں اور ان سے کوئی نتیجہ نہ نکلتا ہو۔

ضُرُوب محتملہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) عَقِیمَه (۲) مُنتِجَه

(۱) **مُنتجه[1]**: ضُرُوب محتملہ میں جو ضربیں صحیح نتیجہ دینے والی ہیں ان کو منتجہ کہا جاتا ہے۔

(۲) **عقیمه[2]**: ضروب محتملہ میں جو ضربیں صحیح نتیجہ نہیں دیتی ہیں ان کو عقیمہ کہا جاتا ہے۔

ضروب منتجه وعقیمه کا بیان

اشکال	مُنتجه	عقیمَه	حکم
شکل اول	چار (۴)	بارہ (۱۲)	منتجہ معتبر، عقیمہ غیر معتبر
شکل ثانی	چار (۴)	بارہ (۱۲)	منتجہ معتبر، عقیمہ غیر معتبر
شکل ثالث	چھ (۶)	دس (۱۰)	منتجہ معتبر، عقیمہ غیر معتبر

نوٹ: اس نقشہ کو اس طرح یاد کرائیں کہ شکل اول کی چار ضربیں مُنتِجہ اور بارہ عَقِیمہ ہیں۔ اسی طرح مابقیہ کو۔

حُجّت کا بیان

حجت کی تین قسمیں ہیں: (۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل۔

---

[1] مُنتِجہ یعنی بچہ دینے والی۔ [2] عَقِیمہ یعنی بانجھ۔

قیاس [1]: امر کلی سے امر جزئی پر حکم لگانا جیسے زید فاعل و کُلُّ فاعلٍ مرفوعٌ فزیدٌ مَرفُوعٌ۔

استقراء [2]: امر جزئی سے امر کلی پر حکم کرنا جیسے کُلُّ اوروبی ابیض (تمام یوروپین سفید ہوتے ہیں)

تمثیل [3]: امر جزئی سے امر جزئی پر حکم کرنا جیسے اَلنَّبِیذُ مُسکِرٌ وَکُلُّ مُسکِرٍ حَرَامٌ فَالنَّبِیذُ حَرَامٌ ۔

یادرکھو! کہ استقراء اور تمثیل مُفیدِ ظن اور قیاس مُفید یقین ہے۔

﴿فائدہ ۵﴾ صناعات خمسہ [4] کا بیان

مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں جن کو "صَنَاعَات خمسہ" کہا جاتا ہے۔

(۱) بُرھَانِی (۲) جَدلِی (۳) خِطَابِی (۴) شِعرِی (۵) سَفسَطِی۔

بُرھانی: وہ قیاس ہے جو مقدماتِ یقینہ سے مرکب ہو۔

جَدلی: وہ قیاس ہے جو مَشھُورَات وَمُسَلَّمَات سے مرکب ہو۔

خِطَابی: وہ قیاس ہے جو مَقبُولَات وَمَظنُونَات سے مرکب ہو۔

شِعری: وہ قیاس ہے مُخَیَّلَات سے مرکب ہو۔

سَفسَطی: وہ قیاس ہے جو وَھمِیَّات اور مُشَبَّھَات سے مرکب ہو۔

قیاس بُرھانی کی اقسام

قیاس برہانی کی چھ قسمیں ہیں: (۱) اَوَّلِیَّات (۲) مُشَاھَدَات

---

[1] قیاس کی ایک تعریف پیچھے گذری ہے دونوں تعریف کا خلاصہ ایک ہی ہے لیکن یہ یاد رہے کہ قیاس کی دو تقسیم ہیں (۱) شکل وصورت اور ہیئت کے اعتبار سے (اس کا بیان گذر چکا ہے یعنی استثنائی حملی وغیرہ) (۲) مادہ کے اعتبار سے (یہاں اسی کا بیان ہے)

[2] استقراء کی دو قسمیں ہیں: (۱) تام (۲) ناقص (اس سے متعلق تفصیلی مباحث شرح تہذیب، قطبی اور سلم وغیرہ میں ہیں) [3] تمثیل کو اصطلاح فقہاء میں "قیاس" اور اصطلاح متکلمین میں "اِستِدلَال بِالشَّاھِدِ عَلیٰ الغَائِب" کہتے ہیں (مرقات ص۔۳۰، حاشیہ۔ا، قطبی ص۔۳۰۵، حاشیہ۔۱) [4] شرح تہذیب، ص۔۶۰۔ مرقات، ص۔۳۲۔ سلم ص:۱۵۹۔

(۳)تجربیّات (۴)حدسیّات (۵)مُتواتِرات (۶)فطریات۔

اوّلیات :وہ قضایا ہیں جن کی تصدیق محض موضوع ومحمول کے تصور سے ہو جائے اور عقل کوکسی دوسری چیز کی حاجت نہ ہو جیسے اَلکُلُّ اَعظَمُ مِنَ الجُزءِ (کل جزء سے بڑا ہوتا ہے)

مُشاهَدات: وہ قضایا ہیں جن کی تصدیق حواس ظاہرہ یا باطنہ کے ذریعہ ہو، اگر حواس ظاہرہ کے ذریعہ تصدیق ہو تو مَحسوسات[1] جیسے اَلشَّمسُ مُضِیئَۃٌ (آفتاب روشن ہے)اور باطنہ کے ذریعہ ہو تو وِجدانیّات جیسے اَنَا جَوعَان (میں بھوکا ہوں)

تجربیّات[2]:وہ قضایا ہیں جن کی تصدیق چندبار کے مشاہدے کے بعد کسی خفی قیاس سے حاصل ہو جیسے شربِ لُرکا تسکین ہوتا ہے۔

حدسیّات :وہ قضایا ہیں جن کی تصدیق کی طرف ذہن سبقت کرے صغری اور کبری کو ترتیب دیئے بغیر جیسے فنِ نحو کے ماہر سے پوچھا جائے کہ مَسَاجِد کیا ہے؟ وہ فوراً کہے گا کہ غیر منصرف ہے۔

مُتواتِرات:وہ قضایا ہیں جن کی تصدیق اتنی بڑی جماعت کے خبر دینے سے حاصل ہو کہ جن کو عادتاً جھٹلانا محال ہو جیسے قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

فطریّات[3]:وہ قضایا ہیں جن کی تصدیق ایسے دلائل سے حاصل ہو جو عام طور پر تصوّرِ طرفین ہی کے وقت سے ذہن میں رہتے ہیں جیسے چار جفت ہے۔

فِطرِیّات کی دو قسمیں ہیں(۱)لِمّی (۲)اِنّی۔

لمّی :وہ برہان ہے جس میں علت سے معلول پر استدلال کیا جائے جیسے آگ سے دھواں پر استدلال کرنا۔

اِنّی :وہ برہان ہے جس میں معلول سے علت پر استدلال کیا جائے جیسے دھواں دیکھ کر آگ کو ثابت کرنا۔

فقدتمت بعون الله تعالى ليلة الجمعة ۲۷/۲/۳۹ھ

---

[1] محسوسات کو حسّیات بھی کہا جاتا ہے [2] تجربیات مُجَرَّبَات [3] فطریات کو "قَضَایَا قِیَاسَاتُهَا مَعَهَا" بھی کہتے ہیں (قطبی ص۔۳۰۶) جمع منتہی الجموع ہے۔

خلاصۂ بحث تصدیقات

(۱) حملیہ ۱	(۲) شرطیہ۔	(۳) شخصیہ۔	(۴) طبعیہ
(۵) محصورہ ۲	(۶) مہملہ۔	(۷) خارجیہ۔	(۸) حقیقیہ
(۹) ذہنیہ	(۱۰) معدولہ ۳	(۱۱) بسیطہ۔	(۱۲) محصلہ
(۱۳) مطلقہ۔	(۱۴) موجہہ	(۱۵) بسیطہ ۴	(۱۶) مرکبہ ۵
(۱۷) متصلہ ۶	(۱۸) منفصلہ ۷	(۱۹) عنادیہ	(۲۰) اتفاقیہ
(۲۱) کلیہ	(۲۲) جزئیہ	(۲۳) شخصیہ	(۲۴) مہملہ
(۲۵) وحدات ثمانیہ ۸	(۲۶) عکس مستوی	(۲۷) عکس نقیض	(۲۸) قیاس
(۲۹) اقترانی ۹	(۳۰) اشکال اربعہ	(۳۱) استقراء	(۳۲) تمثیل
(۳۳) برہانی	(۳۴) جدلی	(۳۵) خطابی	(۳۶) شعری
(۳۷) سفسطی	(۳۸) اولیات	(۳۹) مشاہدات	(۴۰) تجربیات
(۴۱) حدسیات	(۴۲) متواترات	(۴۳) فطریات	(۴۴) لمی
	(۴۵) انی		

نوٹ: یہ خلاصہ اس کتاب میں ذکر کردہ تعریفات کا ہے۔

۱ حملیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) موجبہ، (۲) سالبہ۔ ۲ محصورہ کی چار قسمیں ہیں جن کو محصورات اربعہ کہا جاتا ہے: (۱) موجبہ کلیہ۔ (۲) موجبہ جزئیہ۔ (۳) سالبہ کلیہ (۴) سالبہ جزئیہ۔

۳ معدولہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) معدولۃ الموضوع (۲) معدولۃ المحمول۔ (۳) معدولۃ الطرفین دیکھیے ص:۲۸۔ ۴ بسیطہ کی کل بارہ قسمیں ہیں دیکھیے ص ۳۰ حاشیہ ۲۔

۵ مرکبہ کی کل سات قسمیں ہیں دیکھیے ص:۳۲۔

۶ متصلہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) لزومیہ (۲) اتفاقیہ۔

۷ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) حقیقیہ (۲) مانعۃ الجمع (۳) مانع الخلو۔

۸ دیکھیے ص:۳۷۔ ۹ اقترانی کی دو قسمیں ہیں: (۱) حملی (۲) شرطی۔

فنِ منطق کے چند مشہور الفاظ کی وضاحت

(۱) **حقیقت و ماہیت**: وہ چیزیں (اجزاء) ہیں جن سے کوئی چیز تیار ہو اگر ان میں سے کوئی ایک جزء بھی نہ ہو تو وہ چیز تیار نہ ہو سکے جیسے ''پانی'' ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر تیار ہوتا ہے، اگر ان میں سے کوئی ایک گیس نہ ہو تو پانی تیار نہیں ہوگا، لہذا یہ دونوں گیسیں پانی کی حقیقت و ماہیت ہیں، اسی طرح ''ثرید'' روٹی کے ٹکڑے اور شوربا سے مل کر تیار ہوتا ہے، اگر روٹی کے ٹکڑے یا شوربا نہ ہو تو ثرید تیار نہیں ہوگا۔

(۲) **عوارض**: وہ چیزیں جو شئ کی حقیقت سے خارج ہوں اور وہ شئ ان چیزوں کے بغیر بھی پائی جا سکتی ہو جیسے ''ثرید'' الگ سے پانی ملائے بغیر بھی تیار ہو سکتا ہے (محض شوربے سے)

(۳) **تشخص**: اس سے مراد وہ عوارض ہیں جن کے ذریعہ ایک ہی حقیقت کے افراد کے درمیان فرق کیا جا سکے، جیسے موٹا، چھوٹا، لمبا ہونا، اس کے ذریعہ انسان کے افراد مثلاً زید، عمر، بکر میں فرق ہو جاتا ہے۔

(۴) **شخص**: حقیقت اور تشخص کے مجموعہ کو شخص کہا جاتا ہے، جیسے ذاتِ زید کہ اس کی حقیقت (حیوانِ ناطق) اور اس کا تشخص (لمبا ہونا) ان دونوں کے مجموعے کا نام شَخص ہے۔

(۵) **جوھر**: ''هُوَ جِسْمٌ قَائِمٌ بِذَاتِه'' جوہر ایسا جسم ہے جو بذاتِ خود موجود ہوتا ہے یعنی اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہیں ہوتا جیسے تمام اجسام (مثلاً: حیوان، انسان، چاند، سورج وغیرہ) جوہر ہیں۔

(۶) **جِسمٌ**: ''هُوَ قَابِلٌ لِلْاَبْعَادِ الثَّلٰثَةِ'' جسم جو ابعاد ثلاثہ (طول، عرض و عُمق یعنی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی) کو قبول کرنے والا ہو[1]

(۷) **جِسمِ نامی**: ''هُوَ جِسْمٌ نَامٍ'' یعنی بڑھنے والا جسم جیسے درخت۔

(۸) **حَیوان**: ''هُوَ جِسْمٌ نَامٍ حَسَّاسٌ مُتَحَرِّكٌ بِالْاِرَادَةِ'' ہر ایسا بڑھنے والا

---

1 جسم کی دوسری تعریف ''هُوَ جَوْهَرٌ صَالِحٌ لِلطُّولِ وَالْعَرْضِ وَالْعُمْقِ''۔

جسم جو گرمی، سردی اور بھوک وغیرہ کو محسوس کرتا ہو اور اپنے اختیار وارادے سے حرکت کرتا ہو جیسے انسان، گدھا، بیل وغیرہ۔

(۹) **انسانٌ**: ''ھُوَ حَیَوَانٌ نَاطِقٌ[۱]'' یعنی بولنے والا جانور..... عقل والا جانور۔

(۱۰) **فَرَسٌ**: ''ھُوَ حَیَوَانٌ صَاھِلٌ'' یعنی ہنہنانے والا جانور۔

(۱۱) **أَسَدٌ**: ''ھُوَ حَیَوَانٌ مُفْتَرِسٌ'' یعنی چیر پھاڑ کرنے والا جانور۔

(۱۲) **حِمَارٌ**: ''ھُوَ حَیَوَانٌ نَاھِقٌ'' یعنی ہینچو ہینچو (رینکنے) کرنے والا جانور۔

(۱۳) **غَنَمٌ**: ''ھُوَ حَیَوَانٌ ذُوْرُغَاءٍ'' یعنی مَیں مَیں کرنے والا جانور۔

(۱۴) **بَقَرٌ**: ''ھُوَ حَیَوَانٌ ذُوخُوَارٍ'' یعنی بَیں بَیں (باں باں) کرنے والا جانور۔

(۱۵) **لَفظٌ**: ھُوَ صَوتٌ یَستَقِرُّ بِمَخرَجٍ یعنی ایسی آواز جو کسی مخرج پر ٹھہرے۔

(۱۶) **مُھمَلٌ**: ''ھُوَ لَفظٌ غَیرُمَوضُوعٍ لِمَعنیً'' یعنی ایسا لفظ جو کسی معنی کے لئے وضع نہ کیا گیا ہو۔

(۱۷) **کَلِمَہ**: ''ھُوَ لَفظٌ مَوضُوعٌ لِمَعنیً مُفرَدٍ'' ایسا لفظ جو کسی معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

(۱۸) **اِسمٌ**: ''ھُوَ کَلِمَۃٌ مَعنَاھَا کَامِلٌ وَمَافِیھَا زَمَنٌ'' یعنی ایسا کلمہ جس کے معنی کامل ہوں اور اس میں زمانہ نہ ہو۔

(۱۹) **فِعل**: ''ھُوَ کَلِمَۃٌ مَعنَاھَا کَامِلٌ وَفِیھَا زَمَنٌ'' یعنی ایسا کلمہ جس کے معنی کامل ہوں اور اس میں زمانہ ہو۔

(۲۰) **حَرف**: ''ھُوَ کَلِمَۃٌ مَعنَاھَا نَاقِصٌ وَمَافِیھَا زَمَنٌ'' یعنی ایسا کلمہ جس کے معنی ناقص ہوں اور اس میں زمانہ نہ ہو۔

(۲۱) **بِالقُوَّۃ**: سے مراد یہ ہوتا ہے کہ کام کرنے کی صلاحیت ہو گرچہ فی الحال نہ کر رہا ہو، جیسے انسان کاتب بالقوۃ ہے (جب کہ لکھ نہ رہا ہو)

---

[۱] ناطق یہاں عاقل کے معنی میں ہے اور عقل سے مراد عقلِ استدلالی ہے یعنی انسان بات کو ترتیب دے کر نامعلوم کو حاصل کر لیتا ہے اور دیگر حیوان کو عقلِ معاش ہے عقلِ استدلالی نہیں۔

(۲۲)**بالفعل**: کام کرنے کی صلاحیت بھی ہو اور فی الحال کام کر بھی رہا ہو جیسے انسان کاتب بالفعل ہے (جب کہ لکھ رہا ہو۔)

(۲۳)**فصل کے اعتبارات**: فصل کے دو اعتبار سے دو نام ہیں (فصلِ مُقوّم (۲) فصلِ مُقسّم۔

فصل مقوم[۱]: وہ فصل ہے جو نوع کو وجود میں لے آئے جیسے "ناطق" حیوان سے مل کر "انسان" کو وجود میں لاتا ہے۔

فصل مقسم[۲]: وہ فصل ہے جو جنس کو تقسیم کر دے جیسے ناطق کہ حیوان کو حیوان ناطق اور غیر ناطق میں تقسیم کر دیتا ہے۔ (سلم العلوم، ص۔۲۷)

نوع اضافی اور جنس کا بیان

نوعِ اضافی کی دو قسمیں ہیں (۱) مفرد (۲) مرتّب (پھر مرتب کی تین قسمیں ہیں (۱) سَافِل (۲) عَالِی (۳) مُتَوَسِط)

(۱)**نوعِ اضافی مفرد**: وہ نوع ہے جس کے اوپر بھی نوع نہ ہو اور نیچے بھی نہ ہو جیسے "عَقل فَعَّال" (اس کے اوپر جوھر ہے جو جنس ہے نیچے عُقُولِ عَشَرَہ ہیں جو افراد و اشخاص ہیں)

(۲)**نوعِ اضافی سَافل**: وہ نوع ہے جس کے نیچے کوئی نوع نہ ہو البتہ اوپر ہو جیسے انسان (کہ اس کے نیچے نوع نہیں ہے بلکہ افراد ہیں اور اوپر نوع ہے جیسے حیوان، جسم نامی وغیرہ)

(۳)**نوعِ اضافی عَالی**: وہ نوع ہے جس کے اوپر کوئی نوع نہ ہو البتہ نیچے نوع ہو جیسے جسم مطلق (کہ اس کے اوپر کوئی نوع نہیں ہے نیچے نوع ہے جیسے جسم نامی، حیوان وغیرہ)

(۴)**نوعِ اضافی متوسّط**: وہ نوع ہے جس کے اوپر بھی نوع ہو اور نیچے بھی

۱۔ اسم فاعل ہے معنی ہیں سہارا دینے والا، سیدھا کرنیوالا۔

۲۔ اسم فاعل تقسیم کرنے والا۔

نوع ہو جیسے جسم نامی، حیوان وغیرہ (کہ اوپر جسم مطلق نوع ہے اور نیچے حیوان اور انسان نوع ہے)

فائدہ: اسی طرح جنس کی بھی چار قسمیں ہیں۔

جنس کی اقسام اربعہ

(۱) **جنس مفرد:** وہ جنس ہے جس کے اوپر بھی جنس نہ ہو اور نیچے بھی جنس نہ ہو جیسے عقل فعال (ان لوگوں کے مذہب کے مطابق جو جوہر کو عقل فعال کے لئے جنس نہیں مانتے اور عقول عشرہ کو انواع کہتے ہیں)

(۲) **جنس سافل:** وہ جنس ہے جس کے نیچے کوئی جنس نہ ہو البتہ اوپر ہو جیسے حیوان (کہ اس کے نیچے کوئی جنس نہیں ہے البتہ اوپر ہے جیسے جسم نامی وغیرہ)

(۳) **جنس عالی:** وہ جنس ہے جس کے اوپر کوئی جنس نہ ہو البتہ نیچے ہو جیسے جوہر (کہ اس کے اوپر کوئی جنس نہیں ہے نیچے ہے جیسے جسم مطلق وغیرہ)

(۴) **جنس متوسط:** وہ جنس ہے جس کے اوپر بھی جنس ہو اور نیچے بھی جیسے جسم نامی (کہ اوپر جسم مطلق جنس ہے اور نیچے حیوان جنس ہے)

انسان کی اقسام اربعہ

انسان کی چار قسمیں ہیں: (۱) نُفُوسِ قُدسِیَّہ (۲) أَذْكِيَاءُ النَّاس (۳) أَوسَاطُ النَّاس (۴) بُلَدَاءُ النَّاس۔

(۱) **نُفُوسِ قُدسِیَّہ:** ان کو علم من جانب اللہ حاصل ہوتا ہے، ان کے نزدیک کوئی چیز بدیہی اور نظری نہیں ہوتی، علمائے اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق نفوس قدسیہ صرف انبیاء (علیہم السلام) ہیں، اور بعض حکماء کا نظریہ یہ ہے کہ عُقُولِ عَشرہ بھی نفوس قدسیہ میں شامل ہیں۔

(۲) **أَذْكِيَاءُ النَّاس:** جو لوگوں میں انتہائی ذہین و ذکی اور فطین ہوتے ہیں اور جن کی قوت حافظہ انتہائی تیز ہوتی ہے، گویا ان کے لئے تمام چیزیں بدیہی ہیں جیسے امام رازیؒ، امام غزالیؒ وغیرہ۔

(۳) **اوساط الناس**: جن کے حافظے درمیانی قسم کے ہوتے ہیں اور ان کے نزدیک بعض چیزیں بدیہی اور بعض نظری ہوتی ہیں یعنی ان کو بعض تصورات اور بعض تصدیقات پر دلیل دینے کی ضرورت پڑتی ہے۔

(۴) **اَغبیاءُ النّاس**: انتہائی درجے کے غبی ہوتے ہیں ان کے لئے کوئی چیز بدیہی نہیں ہوتی، بلکہ انکو ہر تصور وتصدیق کی تعریف پر دلیل چاہیئے۔ (تحفۃ المناظر، ص۔ ۳۸)

عقلِ انسانی کے بُطونِ ثلاثۃ

مناطقہ کے نزدیک عقلِ انسانی کے تین بطن (حصے) ہیں:

بطنِ اول: اس کی دو جانبیں ہیں (۱) ایک جانب میں حِسِّ مُشترَک ہے اس کے تحت پانچ حواس ہیں (۱) قُوَّتِ باصِرہ (۲) قُوَّتِ سامِعہ (۳) قُوَّتِ شامَّہ (۴) قُوَّتِ ذائِقہ (۵) قُوَّتِ لامِسہ، یہ پانچ حواس حِسِّ مشترک کو فوراً خبر پہنچاتے ہیں مثلاً زید آیا تو قوت باصرہ نے فوراً حس مشترک کو خبر دی کہ زید آگیا۔

اور دوسری جانب میں خزانہ خیال ہے اور یہ حس مشترک کے تابع ہے مثلاً زید کو دیکھے کچھ مدت ہوگئی تھی کسی نے کہا کہ زید آیا اور ہم نے غور کیا تو حس مشترک میں کچھ نہیں تھا، لیکن حس مشترک نے خزانہ خیال سے زید کے خیالات کو اٹھالیا تو معلوم ہوا کہ فلاں ہے۔

بطنِ ثانی: اس کی بھی دو جانب ہیں: (۱) ایک جانب میں قُوَّتِ عاقِلہ ہے (۲) دوسری جانب میں قُوَّتِ وَهمِیّہ ہے۔ قُوَّتِ عاقِلہ مشورہ دیتی ہے، اور قُوَّتِ وَهمِیّہ وہم پیدا کرتی ہے مثلاً رات کا وقت ہے کمرہ اندھیرا ہے اور ایک آدمی سو رہا ہے زید کو قوت عاقلہ نے مشورہ دیا کہ تم بھی جاکر سو جاؤ اور ادھر قُوَّتِ وَهمِیّہ نے مشورہ دیا کہ مت جاؤ اندھیرا ہے ہو سکتا ہے جن وغیرہ ہو (پس وہ نہیں گیا)۔

فائدہ: عام طور پر قُوَّتِ وَهمِیّہ قُوَّتِ عاقِلہ سے تیز ہوتی ہے۔

بطنِ ثالث: اس میں قُوَّتِ حافِظہ ہوتی ہے جو معاملات کا ذخیرہ کرتی ہے اور

بوقت ضرورت یاد دلاتی ہے۔

اجناس عالیہ

متکلمین نے مَوجُودَاتِ اِمْکِنَہ حَادِثَہ[1] کو دو قسموں میں منحصر کیا ہے :(۱) جوہر (۲) عرض (عرض کی نو[2] قسمیں ہیں: (۱) کَم (۲) کَیف (۳) اِضَافَت (۴) مَتیٰ (۵) أینَ (۶) وَضع (۷) مِلک (۸) فِعل (۹) اِنفِعَال) ان اقسام عشرہ کو اجناس عالیہ عشرہ اور مَقُولَاتِ[3] عَشَر بھی کہتے ہیں۔

(۱) **جوھر** :وہ جنس عالی ہے جو (کسی محل میں موجود تو ہو لیکن) اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو بلکہ قائم (موجود) بالذات ہو جیسے اجسام وُجُودِیَّہ (کہ یہ اجسام بالذات قائم ہیں اپنے وجود میں کسی محل کے محتاج نہیں ہیں)

(۲) **عرض**:وہ جنس ہے جو اپنے وجود میں کسی محل کا محتاج ہو یعنی اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہو جیسے موٹا ہونا (کہ یہ جسم کا محتاج ہے)

(۳) **کم** :وہ عرض ہے جو بالذات تقسیم کو قبول کرے (اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) متصل (۲) منفصل ☆ متصل وہ کم ہے جو اپنے اجزاء کے درمیان مشترک ہو جیسے مقدار ☆ منفصل :وہ کم ہے جو اپنے اجزاء کے درمیان مشترک نہ ہو جیسے عدد یعنی ایک، دو، تین وغیرہ)

---

[1] یعنی جو بھی چیز عدم سے وجود میں آتی ہے وہ یا تو جوہر ہوگی یا عرض، بالفاظ دیگر دنیا میں جتنی چیزیں ہیں یا تو جوہر ہیں یا عرض۔ [2] عرض کی یہ نو قسمیں حکماء کے نزدیک ہیں ورنہ متکلمین کے نزدیک صرف ایک (کیف) ہے پھر عرض کی دو قسمیں ہیں (۱) نسبی (یعنی جس کا سمجھنا غیر پر موقوف ہو)(۲) غیر نسبی (یعنی جس کا سمجھنا غیر پر موقوف نہ ہو) عرض نسبی سات ہیں :(۱) اضافت (۲) متی (۳) این (۴) وضع (۵) ملک (۶) فعل (۷) انفعال ۔عرض غیر نسبی دو ہیں :(۱) کم (۲) کیف ۔(کم کی دو قسمیں ہیں: (۱) کم متصل (۲) کم منفصل۔

[3] مقولات محمولات کے معنی میں ہیں یعنی تمام موجودات ممکنہ حادثہ میں سے ہر ایک پر کوئی نہ کوئی مقولہ صادق (محمول) ہوگا۔

(۳) **کیف**: وہ عرض ہے جو بالذات تقسیم کو قبول نہ کرے بلکہ غیر کے واسطے سے قبول کرے جیسے خوبصورتی، بدصورتی۔

(۴) **اضافت**: اس نسبت کا نام ہے جو ایسی دو چیزوں کے درمیان ہو جن میں سے ایک کا سمجھنا دوسرے کے سمجھنے پر موقوف ہو جیسے باپ ہونا، بیٹا ہونا۔

(۵) **این**[1]: اس حالت کا نام جو کسی چیز کو کسی جگہ رکھنے سے حاصل ہو جیسے زید کا گھر میں ہونا۔

(۶) **ملک**: اس ہیئت کا نام ہے جو فاعل کے کسی جسم کے ساتھ کسی چیز کے متصل ہونے سے حاصل ہوتی ہے جیسے ٹوپی وغیرہ کی جو ہیئت ہے۔

(۷) **فعل کی تعریف**: اس ہیئت کا نام ہے جو فاعل کے کسی چیز میں اثر ڈالنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے جیسے کاتب کا لکھنا، بڑھئی کا آری چلانا وغیرہ۔

(۸) **انفعال کی تعریف**: اس ہیئت کا نام ہے جو کسی چیز کو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ فاعل کا اثر قبول کر لیتی ہے جیسے لکڑی کاٹنے پر اس کا کٹ جانا۔

(۹) **وضع**: اس وصف کو کہتے ہیں جو جسم کو اس کے بعض اجزاء کی بعض کی طرف نسبت کرنے سے حاصل ہو جیسے بیٹھنا۔

فائدہ: اجناسِ عالیہ عشرہ کو کسی شاعر نے شعر[2] میں جمع کیا ہے۔

مردے دراز نیکو دیدم بشہر امروز
باخواستہ نشستہ از کرد خویش فیروز

ترجمہ: میں نے آج شہر میں ایک اچھے اور لمبے آدمی کو دیکھا چاہی ہوئی چیز کے ساتھ بیٹھا ہوا اپنی کامیابی کی وجہ سے۔

---

[1] اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) این حقیقی (۲) این غیر حقیقی (۱) جب کوئی چیز کسی جگہ ہو اور اس کو مکمل طور پر بھر دے تو اس کو این حقیقی کہتے ہیں جیسے گلاس جب کہ پورا بھرا ہوا ہو۔ (۲) اگر کوئی چیز کسی جگہ ہو اور اس کو مکمل طور پر نہ بھرے تو اس کو این غیر حقیقی کہتے ہیں جیسے گلاس جب کہ آدھا بھرا ہوا ہو۔

[2] اشعار کو محض یاد کر لیں وانتظروا التفاصیل۔

فائدہ: دو شعر اور ہیں

بدورت ہے عاشق دل شکستہ
سیاہ کردہ جامہ بکنج نشستہ



کم قد تکسر قلب حبک اتفاً
اوی بزاویة وسود ثوبه

ترجمہ: دونوں کا ترجمہ ایک ہی ہے، تیرے دور میں بہت سے عاشق ٹوٹے دل والے، لباس سیاہ کئے ہوئے کونے میں بیٹھے ہیں۔

فقد تمت التحشية بعون الله تعالىٰ سبحانه هذه
ماتيسر من اللّٰه ان كان صوابًا فمن عند الله وان كان
خطأً فمن تلقاء نفسي وما أبرى نفسي.

اسجد سبحانی بن مفتی علیم الدین صاحب
ناظم وشیخ الحدیث دارالعلوم رحمانی منورنگر زیر مائل ارریہ
ساکن: ڈوریہ سوناپور ضلع ارریہ (بہار)
متعلم جامعہ مظاہر علوم وقف
سہارنپور یوپی (الہند)
۱۴۳۹/۵/۵ھ
مطابق ۲۰۱۸/۱/۲۵ء



المنطق کی خصوصیات

- مسائل، مصطلحات منطقیہ اوران کی تعریفات سلیس صاف اردو میں بیان کی گئی ہیں اس میں صرف چند دن کی محنت سالہا سال کی تضیع اوقات سے بچاسکتی ہے پھر نہ کبری کی ضرورت رہتی ہے نہ میزان منطق کی اور نہ قال اقول، تہذیب، شرح تہذیب کی
- اور خاص جدت یہ ہے کہ اکثر مثالیں علم کلام اور مسائلِ فقہیہ سے دی گئی ہیں (مصنف)
- المنطق ہی اردو زبان کی وہ واحد و منفرد اور لانظیر و بے مثال کتاب ہے جس میں تمام اصطلاحات منطقیہ جمع کردی گئی ہیں جس کو پڑھنے کے بعد آپ یقینا پکار اٹھیں گے

"مَالِهٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَلَا كَبِيْرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا۔" (محشی)







اسٹاکسٹ

کتب خانہ امداد الغرباء محلہ مفتی سہارنپور

KUTUB KHANA IMDADUL GHURABA

MUFTI STREET, SAHARANPUR

247001 (U.P.) INDIA, M. 9927164925

Designed By: Mohd. Rafi 9758100109